Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
60
ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
10
شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

4 ربیع الثانی 1432 ہجری - 10 امان 1390 ہش - 10/مارچ 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے۔ جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہم کو سیدھی راہ رکھا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دُعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہئے اور تعویذ کی طرح مدنظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کریگا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا جو اس کو دی گئی ہیں..... مَیں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے.....

غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

(الحکم ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۵-۶)

جیسا ہمارے علماء کا عقیدہ ہے کہ اب الہام کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اگر یہ سچ ہوتا تو ایک عارف طالب تو زندہ ہی مر جاتا۔ خدا بخیل نہیں ہے۔ اس نے خود صراط الذین انعمت علیھم کی دعا سکھائی ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ان نعمتوں کا دروازہ کھلا ہے۔ (البدر ۱۳ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہنچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے۔ اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے۔ جو اس کی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ البدر ۱۳/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اُس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم. یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۲-۵۳)

یاد رکھو ایک پہلو پر جانے والے لوگ مشرک ہوتے ہیں۔ آخر خدا کی طرف قدم اٹھانے اور حقیقی طور پر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم. والی دعا مانگنے کے یہی معنے تو ہیں کہ خدایا وہ راہ دکھا جس سے تو راضی ہو اور جس پر چل کر نبی کامیاب اور بامراد ہوئے آخر جبنبیوں والی راہ پر چلنے کے لئے دعا کی جاوے گی تو پھر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے اور ثابت قدمی کے واسطے خدا سے مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ صحت وعافیت بھی رہے مال ودولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان اور مالی اور جانی آرام بھی ہوں کوئی ابتلا بھی نہ آوے اور پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جاوے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا ہے ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا۔ (الحکم ۲۴/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے خدا کہ تو رب العالمین رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین ہے ہمیں وہ راہ دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے۔ جن پر تیرا بے انتہا فضل ہوا۔ اور تیرے بڑے بڑے انعام اکرام ہوئے۔ مومن کو چاہئے کہ ان چار صفات والے خدا کا صرف زبانی اقرار ہی نہ کرے بلکہ اپنی ایسی حالت بناوے جس سے معلوم ہو کہ وہ صرف خدا کو ہی رب جانتا ہے۔ زید عمر کو نہیں جانتا۔ اور اس بات پر یقین رکھے کہ درحقیقت خدا ہی ایسا ہے۔ جو عملوں کی جزا سزا دیتا ہے اور پوشیدہ سے پوشیدہ اور نہاں در نہاں گناہوں کو جانتا ہے۔ یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو ہی اپنا رب اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے۔ ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری بدکاری قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔ اور ان پر عمل درآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے۔ تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔

(الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ الحکم ۶ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

دعا کے بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں دعا سکھلائی ہے۔ یعنی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم. اس میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔

(۱) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے۔ (۲) تمام مسلمانوں کو (۳) تیسرے اُن حاضرین کو جو جماعت نماز میں داخل ہیں۔ پس اس طرح کی نیت سے کل نوع انسان اس میں داخل ہوں گے۔ اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے اسی سورت میں اُس نے اپنا نام رب العالمین رکھا ہے۔ جو عام ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے جس میں حیوانات بھی داخل ہیں۔ پھر اپنا نام رحمان رکھا ہے۔ اور یہ نام نوع انسان کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ یہ رحمت انسانوں سے خاص ہے۔ اور پھر اپنا نام رحیم رکھا ہے۔ اور یہ نام مومنوں کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ رحیم کا لفظ مومنوں سے خاص ہے۔ اور پھر اپنا نام مالک یوم الدین رکھا ہے۔ اور یہ نام جماعت موجودہ کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ یوم الدین وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کے سامنے جماعتیں حاضر ہوں گی۔ سو اسی تفصیل کے لحاظ سے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا ہے۔ پس اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا میں تمام نوع انسان کی ہمدردی داخل ہے۔ اور اسلام کا اصول یہی ہے کہ سب کا خیر خواہ ہو۔ (الحکم ۲۹/اکتوبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۴)

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۸۷ تا ۲۹۰)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ

آج سے 58 سال قبل کا ایک واقعہ ہے سورج مغرب کے اُفق پر چھپ چکا تھا ایک وسیع وعریض میدان میں 28 دسمبر کی رات لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ایک آواز تھی جو صور اسرافیل کی طرح زندگی کی روح پھونک رہی تھی۔ اس آواز میں بجلی کی کڑک تھی تو بادلوں کی گرج یہ آواز مردہ دلوں کو زندگی کا آب حیات بخش رہی تھی۔سیر روحانی کے سلسلہ تقریر کے آخر میں حضرت مصلح موعود فرما رہے تھے۔

’’اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے۔اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو، خدا تعالیٰ نے پھر اِس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اِس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دُنیا کے کان پھٹ جائیں۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اِس زمین پر قائم ہوجائے۔اِسی غرض کیلئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اِسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ۔محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ؐ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ ؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دُنیا میں قائم ہونی ہے۔پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔میری آواز نہیں میں خدا کی آواز تم تک پہنچا رہا ہوں۔تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو! خدا تمہارے ساتھ ہو!! خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دُنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ‘‘

تاریخ احمدیت شاہد ہے کہ ہر آواز جو بارگاہ خلافت سے بلند ہوئی اسے شمع احمدیت کے پروانوں نے کبھی زمین پر پڑنے نہیں دیا۔احمدیت کی 121 سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی خلیفہ وقت کی جانب سے جان کی قربانی کا مطالبہ ہوا یا مال کی قربانی کا۔جائیداد وقف کرنے کی ندا آئی یا دیار غیر میں نکل جانے کی صدا سنائی دی۔مخلصین نے ہمیشہ اس پر لبیک کہا ہے۔مجموعی طور پر اللہ کے فضل سے جماعت کے قدم روز بروز ترقی کی جانب گامزن ہیں۔اور احمدی دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہے۔

لیکن ہماری منزل بہت دور ہمارا مطمح نظر ابھی بہت وسیع ہے۔جس مقصد کیلئے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی بنیاد رکھی گئی اس کے حصول کیلئے ہمیں لگاتار اپنے خون سے اس قرنا کو بھرتے چلے جانا ہے۔امام وقت کی ہر آواز ہمارے لئے ایک حکم ہے۔اپنی جان مال، اولاد کو قربان کرتے ہوئے امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے چلے جانا ہی ہمارا اولین مطمح نظر ہونا چاہئے۔الٰہی سنت ہے کہ جو موت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں انہیں اعلیٰ زندگی نصیب ہوتی ہے اور وہ اپنے آدرش میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ہمارا آدرش اور ہمارا مطمح نظر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔

ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔لیکن ابھی ایسا نہیں۔ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے۔جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کیلئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔

مبارک وہ مخلصین جو اس آواز پر لبیک کہیں گے کہ یہ آواز ہمیں زندگی کی طرف بلاتی ہے۔ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے آباء واجداد نے اس آواز پر لبیک کہا اپنی جانیں واردیں اور خدا کی رضا کی ابدی چادر میں سو گئے۔آج ہماری باری ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور اسلام احمدیت کے لئے قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔

مبارک وہ لوگ جنہوں نے خدا کے حضور جانیں پیش کردیں مبارک وہ وجود جو دین کی خدمت کیلئے سراپا ڈوب گئے۔مبارک وہ جو امام الزماں کی آواز پر لبیک کہیں گے۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

مسرور نامہ

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مکتوب بارق

ح حق آگاہ حق نما مسرور نامہ
ض ضوافشاں باضیاء مسرور نامہ
ر رَجائی سلسلہ مسرور نامہ
ت تمکُن سے لکھا مسرور نامہ
م ملا شُکرِ خُدا مسرور نامہ
ر رقم اللہ کا مسرور نامہ
ز زِہے قسمت کھلے حرفوں کے ہیں پھول
ا اِلٰہی واسطہ مسرور نامہ
م محمد مصطفیٰؐ کا نُور چمکا
س سلامت سلسلہ مسرور نامہ
ر رہِ حق آشنا اور منزل آگاہ
و وقیع خِط میرزا مسرور نامہ
ر رشادت کا صداقت کا نمونہ
ا ارادت کا بہا مسرور نامہ
ح حکم ہوکر مسیح موعودؑ آئے
م مُدلّل عدل زا مسرور نامہ
م مُدلّل عدل زا مسرور نامہ
د دُعاؤں کا یہ گلدستہ دلآویز
ص صلاؤں میں چُھپا مسرور نامہ
ا اجابت کی مہک سے ہے مُعطر
ح حلاوت سے بھرا مسرور نامہ
ب بہارِ عنبر آمد دیکھ لینا
خ خلافت سے جُڑا مسرور نامہ
ل لوائے احمدیت لہکا لہکا
ی یہی کچھ پڑھ لیا مسرور نامہ
ف فراوانی حقیقی شوق کی ہے
ت تقُرب دے گیا مسرور نامہ
ا اطاعت کا سبق قُرآں نمائی
ل لوائح سے بنا مسرور نامہ
م مُصدِّق سے مُصدِّق ہے مُصرَّح
س سراسر مُنتہے مسرور نامہ
ی یکایک ہاتھ آیا جیسے سورج
ح حمد لِلّٰہ چھپا مسرور نامہ
ا انامِل ہوگئیں خامہ بدست اب
ل لکھا کرنوں سے کیا مسرور نامہ
خ خلوص و شفقت و اِخلاق آمیز
ا امامت آستا مسرور نامہ
م مبارک ہو مبارک ہو مبارک
س سروش غیب سا مسرور نامہ

ا اقامت کے لئے آواز آئی
ی یہاں پہنچی صدا مسرور نامہ
ی یقیں محکم عمل پیہم نمایاں
د دِل آرا دِل کُشا مسرور نامہ
ہ ہے اِک تحفہ حقیقت جاننے کا
ا اِشارہ آگیا مسرور نامہ
ل لبوں نے جھوم کر بوسے لئے ہیں
ل لکھا ہے آچُکا مسرور نامہ
ا اثر دیکھو لگا ہے دِل مچلنے
ہ ہدایت سے بھرا مسرور نامہ
ت تقاضا ہے یہی اِنسانیت کا
ع عقیدت بے بہا مسرور نامہ
ا اساوَل اِک حسیں پیغام لیکر
ل لبالب جام یا مسرور نامہ
ی یُد اللہ فوق اَیدیھم سے ممسوح
ا اِطاعت کی صلا مسرور نامہ
ب بحمداللہ کہ نُصرت آگئی ہے
ن نُصیری نے پیا مسرور نامہ
ص صداقت کے نشاں تو ان گنت ہیں
ر رفاقت سے ڈھلا مسرور نامہ
ہ ہلالی وضع کا شفّاف شافی
ا اِضافہ چاند کا مسرور نامہ
ل لقاء رب سے متساوی نہ ہو کیوں
ع عہد اپنا لیا مسرور نامہ
ز زرائن گفتہء تقویٰ طہارت
ی یدِ بیضا ملا مسرور نامہ
ز زُباں تو آبِ کوثر سے ڈُھلی ہے
ک کتابت باوضع مسرور نامہ
ا اِنابت کے لئے اِک اور نسخہ
م مُکرّر پڑھ لیا مسرور نامہ
ک کتابی چہرہ میرے سامنے ہے
ت تفحص آزما مسرور نامہ
و وظیفہ کیا ہی ناظرؔ کو ملا ہے
ب بسا لائے خدا مسرور نامہ
ب بھلا سمجھا ’’پیغام احمدی‘‘ کو
ا اُسی دم لِکھ دیا مسرور نامہ
ر رکھا ترتیب سے ہر حرفِ اوّل
ق قلم نے لکھ دیا، مسرور نامہ

(غلام نبی ناظر یاری پورہ کشمیر)

خطبہ جمعہ

2010ء کے سال کا آغاز بھی جمعہ سے ہوا تھا جو بابرکت دن تھا اور اس کا اختتام بھی جمعہ سے ہو رہا ہے جو ایک بابرکت دن ہے۔

جس قوم کی ایسی مائیں ہوں جو اپنے بیٹوں کو شہادت کے لئے تیار کر رہی ہوں، ایسے لواحقین جن شہداء کے ہوں جو افسوس پر آنے والوں کو تسلی دلا رہے ہوں تو ایسا جان دینا جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی یا سزا کے طور پر نہیں ہوا کرتا۔ دلوں کی تسلی اور تسکین کے لئے یہ سامان خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتے ہیں۔

ہم تو وہ قوم ہیں جو دشمن سے ڈر کر کبھی اپنے خدا کا دامن نہیں چھوڑتے۔

اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے اس سال احمدیت کے خوبصورت پیغام کو دنیا کے امیر ملکوں میں بھی اور دنیا کے غریب ملکوں میں بھی متعارف کروانے کا سامان پیدا فرمایا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کا ہی نظارہ ہے۔

یہ قربانیاں جو شہدائے پاکستان نے دی ہیں، دیتے رہے ہیں، جس کی انتہا 2010ء کے سال میں بھی ہوئی، یہ قربانیاں انشاء اللہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ نہیں جا رہیں۔ احمدیت کا پیغام اور تعارف، اسلام کی امن پسند تعلیم کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں کثرت سے پہنچنا، یہ ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ آئندہ دنیا کے افق پر احمدیت کی فتوحات اُبھر رہی ہیں۔

شہداء کی قربانیاں ہمارے ایمانوں میں بھی اضافے کا موجب بن رہی ہیں۔

ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں تجھے فتوحات دوں گا، یہ تو ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً ہوگا لیکن ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔

سال 2010ء میں رشین ڈیسک کے ذریعہ ایم ٹی اے پر رشین پروگرام بھی جاری ہیں۔ اب سینکڑوں کی تعداد میں رشین احمدیوں کے خطوط آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو جو روحانی خزائن کے نام سے طبع شدہ ہیں جماعتی ویب سائٹ پر ایک سرچ انجن میں ڈالا گیا ہے۔

یہ بہت بڑا کام تھا جو اللہ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں کی ٹیم نے کیا ہے۔ اس میں ہندوستان کے بہت سے نوجوان شامل ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے نام سے کسی نے فیس بک (Face Book) پر اکاؤنٹ کھولا ہوا ہے جو غلط طریق کار ہے۔ احباب جماعت کو فیس بک کی قباحتوں سے بچنے کے لئے تاکیدی نصیحت۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 31/دسمبر 2010ء بمطابق 31/فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج اس سال کا آخری دن ہے، یعنی گریگورین کیلنڈر کے حساب سے جو آج کل دنیا میں رائج ہے یہ آخری دن ہے۔ گو کہ اسلامی سال کے پہلے مہینے کا آخری عشرہ بھی شروع ہو چکا ہے لیکن چونکہ دنیا میں اس وقت رائج کیلنڈر یہی ہے جس کو مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی سب اچھی طرح جانتے ہیں اور یہی تمام دنیا میں اب رواج پا چکا ہے۔ اس لئے عموماً نئے سال کے شروع ہونے کی مبارکبادیں بھی اس کیلنڈر کے حساب سے دی جاتی ہیں۔ اور رواں سال کے آخری دن کو بھی اسی حساب سے الوداع کہا جاتا ہے۔ عموماً الوداع کہنے کا رواج تو کم ہے لیکن نئے سال کے پہلے دن کا استقبال بڑے ذوق اور شوق اور شور وغل اور ہنگامے سے کیا جاتا ہے۔ اور اس استقبال میں دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کا باشندہ اپنی اپنی بساط اور رواج کے مطابق حصہ لیتا ہے تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا، آج کے دن کا ذکر اس لئے ہے کہ آج یہ اس سال کا، 2010ء کا آخری دن ہے۔ ہر سال آخری دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے، کوئی اہمیت نہیں ہے، لیکن اس سال ہمارے لئے سال کا یہ آخری دن بھی مبارک ہے۔ اس لئے کہ اس سال کا اختتام آج جمعہ کے بابرکت دن سے ہو رہا ہے۔ یہ 2010ء کا سال جس کا آغاز بھی جمعہ سے ہوا تھا، جو بابرکت دن تھا اور جس کا اختتام بھی جمعہ سے ہو رہا ہے جو جیسا کہ مَیں نے کہا ایک بابرکت دن ہے۔ کہنے والے کہہ سکتے ہیں اور کہتے بھی ہیں کہ اچھا بابرکت دن ہے۔ بعض فتنہ پرداز، بعض مخالفین بھی احمدیوں کے جذبات کو انگیخت کرنے کے لئے کہ تمہارے لئے اچھا سال ہے جس میں جماعت احمدیہ کو تقریباً سو افراد کی جان کی قربانی دینی پڑی، سو گھر اپنے باپوں، خاوندوں اور بچوں کے لئے رو رہا ہے۔ اگر بعض غیر از جماعت لوگوں نے ہماری شہادتوں پر ہمدردی کا اظہار کیا ہے تو ایسے بھی ظالم ہیں اور کافی تعداد میں ہیں جو سخت دل ہیں، جنہوں نے ان شہادتوں کے حوالے سے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ بلکہ مسلسل دھمکیاں بھی ہیں کہ ہم ابھی بہت کچھ تم سے کریں گے۔ یہ لوگ انسانیت سے عاری ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کو نہیں دیکھا کہ خدا تعالیٰ اُن سے کیا کر رہا ہے۔ جن آفات نے انہیں گھیرا ہے اُس سے عبرت حاصل نہیں کی بلکہ اس کا بھی الٹا اثر ہو رہا ہے۔ اور اُن کی حالت قرآنِ کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے، قَسَتْ قُلُوْبُهُم (الانعام:44) والی ہے۔ اُن کے دل ان چیزوں کو دیکھ کر اور بھی سخت ہو گئے ہیں اور شیطنت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام:44) اور شیطان نے جو وہ کرتے تھے انہیں اور بھی خوبصورت کر کے دکھایا، یہ لوگ اس چیز کا مصداق بن رہے ہیں۔ پس یہ لوگ اس بات پر خوش نہ ہوں کہ احمدیوں کی جانیں ہم نے لے لی ہیں اور ہم مزید تنگ کریں گے، مزید ان پر تنگیاں وارد کرنے کی کوشش کریں گے۔ جو کچھ ان کو شیطان نے خوبصورت کر کے دکھایا ہے اس کا ذکر تو خدا تعالیٰ نے پہلے ہی قرآن شریف میں فرما دیا ہے کہ ایسے لوگ یہی کچھ کیا کرتے ہیں اور اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے ایک بہت سخت انذار بھی کیا ہے۔

جہاں تک ہمارے شہیدوں کے گھروں کا تعلق ہے۔ انہوں نے تو ان شہادتوں پر کسی بھی قسم کا جزع فزع کرنے کی بجائے اپنے جذبات کو خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح پیش کیا کہ ان کی سوچوں کے دھارے ہی بدل گئے ہیں۔ مختلف ممالک سے مَیں نے شہداء کے لواحقین سے ملنے کے لئے وہاں کے مقامی احمدیوں کو بھجوایا تھا۔ اور یہ وفود جب شہداء کی فیملیوں سے مل کر آتے ہیں تو اپنے ایمانوں میں بھی ترقی پاتے ہیں۔ گزشتہ

دنوں افریقہ کے بعض ممالک سے وفود بھجوائے تھے۔ ان میں ایک وفد غانا کا تھا۔ اُس میں غانا کے امیر اور مشنری انچارج وہاب آدم صاحب بھی تھے اور ایک اور احمدی دوست تھے، طاہر ھامنڈ (Homond) صاحب جو گھانین احمدی ہیں اور گھانا کی پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں۔ یہ لوگ واپسی پر مجھ سے مل کر گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان شہداء کے عزیزوں، والدین، بیوی بچوں سے مل کر ہمارے ایمان میں اضافہ ہوا۔ جو رویے ہم نے وہاں دیکھے ہیں ہم سوچ ہی نہیں سکتے تھے۔ ہم انہیں تسلی دیتے تھے تو وہ آگے سے ہمیں ایمان کی مضبوطی کا اظہار کرتے ہوئے تسلی دیتے تھے۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ ہماری آنکھوں میں جذبات سے مغلوب ہو کر آنسو آتے تھے تو وہ کہتے تھے ہمیں تو ہمارے جانے والے تمغے لگا گئے ہیں۔ تو اُن شہداء کے خاندانوں کا یہ رویہ تھا اور ہے۔ ایک احمدی طالب علم جو تھوڑا عرصہ ہوا یہاں UK میں تعلیم کے لئے آئے ہیں، کل ہی مجھے ملنے آئے تھے۔ اُس نے مجھے بتایا کہ آج مَیں آپ سے اپنی ماں کی ہمت کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس طالب علم لڑکے کو مسجد میں دو گولیاں لگی تھیں۔ کہتا ہے مَیں جو زخمی ہوا ہوں تو ماں کو فون کر کے بتایا کہ اس طرح گولیاں لگی ہیں اور خون بہہ رہا ہے تو ماں نے جواب دیا کہ بیٹا میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ اگر شہادت مقدر ہے، خبریں آ رہی ہیں، لوگ شہید ہوئے ہیں تو جرأت سے جان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا۔ کسی قسم کی بزدلی نہ دکھانا۔ بہرحال اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کیا۔ آپریشن سے گولی نکال دی گئی۔ تو جس قوم کی ایسی مائیں ہوں جو اپنے بیٹوں کو شہادت کے لئے تیار کر رہی ہوں، ایسے لواحقین جن شہداء کے ہوں جو افسوس پر آنے والوں کو تسلی دلا رہے ہوں تو ایسا جان دینا جو ہے وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی یا سزا کے طور پر نہیں ہوا کرتا۔ دلوں کی تسلی اور تسکین کے لئے یہ سامان خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ مَیں تو جب بھی شہداء کے لواحقین سے بات کرتا ہوں تو پُرعزم آوازیں ہی سننے میں ملتی ہیں۔

پس غیر ممالک سے افسوس کے لئے جانے والوں کے ایمان میں اضافہ، ماؤں کا اپنے بیٹوں کو شہادت کے لئے تیار کرنا اور پُرعزم جذبات کا اظہار، یہ خدا تعالیٰ کا فضل نہیں تو اور کیا چیز ہے؟ پس ہم تو وہ قوم ہیں جو دشمن سے ڈر کر کبھی اپنے خدا کا دامن نہیں چھوڑتے۔ ہم تو وہ قوم ہیں جو خوف اور بھوک اور مال اور جان کی قربانی کرنے سے ڈر کر خدا تعالیٰ کا دامن چھوڑنے والے نہیں۔ اپنے پیارے خدا سے بے وفائی کرنے والے نہیں۔ بلکہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر پھر اپنے خدا کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ اپنے پیارے خدا کی رضا حاصل کر کے خوش قسمت لوگوں میں شامل ہو جائیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت حاصل کرنے والے ہیں اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو مجھے خط لکھتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو انتظار کر رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن سے قربانی لینا ہی مقدر ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس میدان میں ثابت قدم رہیں گے۔ پس کسی کا یہ اعتراض کہ کس طرح تم سال کے ابتداء اور سال کے اختتام کے بابرکت ہونے اور سال کے بابرکت ہونے کی بات کرتے ہو، ان پُرعزم اور خدا کی رضا حاصل کرنے والے لوگوں کے جواب سے باطل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے اس سال احمدیت کے خوبصورت پیغام کو دنیا کے امیر ملکوں میں بھی اور دنیا کے غریب ملکوں میں بھی متعارف کروانے کا سامان پیدا فرمایا ہے یہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کا ہی نظارہ ہے۔ اس سال میں ان شہداء کی قربانیوں نے جس طرح ہمیں اپنے جذبات پر کنٹرول رکھتے ہوئے اسلام کے خوبصورت اور پُرامن پیغام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موقع دیا ہے، اس کثرت سے جماعت کا تعارف اور اسلام کا پیغام پہلے کبھی نہیں پہنچا۔ مختلف ذرائع، مختلف میڈیا، چاہے وہ یورپ میں ہے، امریکہ میں ہے، افریقہ میں ہے، ایشیا میں ہے یہ سب دوسرے ذرائع اور میڈیا استعمال ہوئے۔ قومیں اپنے مقاصد میں قربانیاں دے کر ہی کامیاب ہوتی ہیں۔ یہ قربانیاں جو شہدائے پاکستان نے دی ہیں، دیتے رہے ہیں، جس کی انتہا 2010ء کے سال میں بھی ہوئی، یہ قربانیاں انشاء اللہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ نہیں جا رہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ احمدیت کا پیغام اور تعارف اسلام کی امن پسند تعلیم کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں کثرت سے پہنچنا، یہ ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے اور یہ سلسلہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ یقیناً یہ بات ان قربانیوں کی قبولیت کا ایک حصہ ہے، ایک جزو ہے اور آئندہ دنیا کے افق پر احمدیت کی جو فتوحات اُبھر رہی ہیں، وہ اس سے بہت بڑھ کر انشاء اللہ تعالیٰ اس چمک کا نظارہ دکھانے والی ہیں۔

پس ہمارا کام یہ ہے کہ جس طرح ہمارے قربانیاں کرنے والوں کی قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن لوگوں کے زمرہ میں شامل فرمایا ہے، جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتاً بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت 170)۔ جو لوگ اپنے ربّ کے حضور مارے گئے تم انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ پس وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دائمی رزق کو پانے والے ہیں جو ہر لمحہ اُن کے درجات بلند کر رہا ہے۔ یہاں اموات کے لفظ کے ساتھ اس آیت کا یہ مطلب بھی ہوگا کہ جس کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔ اور دوسرے یہ کہ جو اپنے پیچھے اپنے نقشِ قدم پر چلنے والے چھوڑ جاتے ہیں۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ہم نیکیوں میں بڑھنے کے لئے اپنے قربانیاں کرنے والوں کی نیکیوں کو بھی زندہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان کی قربانیوں کی وجہ سے جو کامیابیاں ملی ہیں ان سے بھی انہیں آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ جس پر وہ اپنی زندگیاں قربان کرنے کے بعد بھی خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر لی اور ان کی قربانیاں بھی انتہائی نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔ اس کا نقشہ سورۃ آلِ عمران میں اس طرح کھینچا گیا ہے کہ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (آل عمران:171) بہت خوش ہیں اس بات پر جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اور وہ خوشخبریاں پاتے ہیں اپنے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق جو ابھی اُن سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

پس ان شہداء کی قربانیاں ہمارے ایمانوں میں بھی اضافے کا باعث بن رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی اس خوشخبری کو سن کر کہ وہ خوشخبریاں پا رہے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کے بارہ میں خوشخبریاں پا رہے ہیں، اس بارہ میں بہت سے خطوط خط لکھنے والے شہداء کے ورثاء مجھے لکھتے ہیں کہ ہم خواب میں فلاں شہید کو ملے، اپنے شہید کو ملے، بھائی کو ملے، باپ کو ملے، بیٹے کو ملے۔ اُس نے کہا کہ مَیں بہت خوش ہوں۔ یہاں عجیب نرالہ سلوک مجھ سے ہو رہا ہے۔ تم لوگ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جب ہم اُن سے اُن کی خوشی کے اظہار سن کر اس یقین پر پختہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو خاص رزق دے رہا ہے، اُن کے لئے خوشی کے سامان بہم پہنچا رہا ہے تو اس بات پر بھی ہمارا یقین بڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیچھے رہ جانے والوں کی کامیابیوں کے بارہ میں جو انہیں خوشخبریاں دے رہا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سچ ثابت ہوں گی اور ہو رہی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایک فیصلہ کر کے چلتی ہے تو پھر تدریجی نتائج پیدا کرتے ہوئے وہ اپنے عروج پر پہنچتی ہے۔ بندے کو بظاہر پتہ نہیں چل رہا ہوتا لیکن جب آخری نتیجہ نکلتا ہے تو پھر اسے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے کتنے سچے ہیں۔ وہ کتنے سچے وعدوں والا خدا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے زیادہ سے زیادہ اور جلدی فیض پانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر چمٹنے کی ضرورت ہے۔ ہم اپنی قربانیاں کرنے والوں کے نیک اعمال کا ذکر کرتے ہیں، اُن کی نیکیوں کا ذکر کرتے ہیں، مختلف خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں اپنے اعمال کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تحت جماعت کو جو کامیابیاں ملنی ہیں، جن کی خبریں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے دیتا ہے، ہم بھی اُن کامیابیوں کا حصہ بن جائیں۔

اس بابرکت دن "جمعہ" کا مَیں نے ذکر کیا ہے تو اس سال اللہ تعالیٰ نے عموم سے ہٹ کر جو کبھی کبھی واقع ہوتا ہے ایک خصوصیت ہمیں دی ہے۔ اس سال میں اس خصوصیت سے گزارا ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ ابتداء بھی جمعہ سے اور انتہا بھی جمعہ سے۔ اور اس طرح عموماً سال کے باون جمعہ ہوتے ہیں، اس سال ترپّن جمعہ ہمیں ملے۔ اور حدیث کے مطابق جمعہ وہ دن ہے جس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندے کی دعا خاص طور پر قبول فرماتا ہے۔

(ماخوذ از بخاری کتاب الطلاق باب فی الاشارۃ فی الطلاق والامور حدیث نمبر 5294)

مَیں امید کرتا ہوں اور پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ ہم نے اپنی کوشش کے مطابق اپنے جمعے دعاؤں میں گزارنے کی کوشش کی ہوگی۔ ہمارے شہداء جو لاہور میں شہید ہوئے یا چند ایک جو مردان میں بھی مثلاً ایک شہید ہوئے، انہوں نے بھی جمعے کے دن دعائیں کرتے ہوئے اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی ہیں۔ یقیناً اُن دعاؤں نے جنت میں ان کے لئے جہاں بہترین رزق کے سامان پیدا کئے ہوں گے وہاں یہ دعائیں پیچھے رہنے والوں اور جماعت کی ترقی کی انہیں خوشخبریاں بھی پہنچانے کا باعث بن رہی ہوں گی۔ آج پھر اس آخری دن کے جمعہ کو ہمیں اپنی خاص دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔

جمعہ کا دن جہاں بابرکت ہے وہاں ابنِ آدم کے لئے اس دن میں خوف کا پہلو بھی ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس دن کی پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدم کو پیدا کیا، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اتارا۔ اُس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وفات دی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ اس میں بندہ حرام چیز کے علاوہ جو بھی اللہ سے مانگے تو وہ اسے عطا کرتا ہے اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ مقرب فرشتے، آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر اس دن سے خوف کھاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر 1084)

پس اس دن کا فیض پانے کے لئے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزارنے کی

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

ضرورت ہے۔ اس دن جہاں نیک اعمال کرنے والوں کے جنت میں جانے کے سامان ہیں تو شیطان کے بھرّے میں آ کر غلط کام کر کے، غلط عمل کر کے جنت سے نکلنے کی بھی خبر ہے۔ اور پھر ہم جو اس زمانے کے آدم کے ماننے والے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے آدم کہہ کر مخاطب فرمایا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اور سلطان بنایا ہے۔ پس اس آدم کے ذریعہ اب دنیا میں بھی جنت قائم ہونی ہے جس نے اخروی جنت کے بھی سامان کرنے ہیں۔ جب آپ کے ذریعہ نئی زمین اور نیا آسمان بننا ہے تو وہ کوئی مادّی زمین اور مادّی آسمان تو نہیں بننا بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کے ذریعے اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والے پیدا ہوں گے جو خدا کی رضا کے حصول کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں گے۔ دنیا میں روحانی نظام کے قیام کے لئے نئی زمین اور نئے آسمان بنانے کی کوشش کریں گے۔ قربانیوں کے اعلیٰ معیار پر قائم ہوں گے۔ اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہوں گے اور اعمالِ صالحہ میں اضافہ کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ان کے پیشِ نظر ہوگا۔ پس اگر تو ہم نے اس زمانے کے امام کے ساتھ کئے گئے خدا تعالیٰ کے وعدوں سے فیض پانا ہے اور دونوں جہان کی نعمتوں سے حصہ لینا ہے تو ایسے اعمال کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر ہر بڑے حکم پر اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم اس ترقی کا حصہ بن جائیں جو آپؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔ اُن خوشخبریوں کا حصہ بن جائیں جو ہمارے قربانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔

پس ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں تجھے فتوحات دوں گا، یہ تو ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً ہوگا لیکن ہمیں اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ (حم السجدة:9)۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اس کے مطابق نیک عمل بھی کئے اُن کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ پس ایمان لا کر پھر نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی، خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 14۔ مطبوعہ ربوہ)

پس ایمان لانے کے بعد عملِ صالح انتہائی ضروری ہے۔ اور عملِ صالح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا۔ پھر جو اجر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نہ ختم ہونے والے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اعمالِ صالحہ کی اہمیت ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی ہے کہ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ۔ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْھَا مِنْ ثَمَرَۃٍ رِّزْقًا قَالُوْا ھٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا۔ وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرة: 26) اور خوشخبری دے دے ان لوگوں کو، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے کہ اُن کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ جب وہ ان باغات میں سے کوئی پھل بطور رزق دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا جا چکا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کے پاس محض اس سے ملتا جلتا رزق لایا گیا تھا۔ اور ان کے لئے اُن باغات میں پاک بنائے ہوئے جوڑے ہوں گے اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اس آیت میں ایمان کو اعمالِ صالحہ کے مقابل پر رکھا ہے۔ جنّات اور انہار۔ یعنی ایمان کا نتیجہ تو جنت ہے اور اعمالِ صالحہ کا نتیجہ انہار ہیں‘‘۔ (نہریں ہیں)۔ ’’پس جس طرح باغ بغیر نہر اور پانی کے جلدی برباد ہو جانے والی چیز ہے اور دیر پا نہیں۔ اسی طرح ایمان بے عملِ صالح بھی کسی کام کا نہیں۔ پھر ایک دوسری جگہ پر ایمان کو اشجار (درختوں) سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ ایمان جس کی طرف مسلمانوں کو بلایا جاتا ہے وہ اشجار ہیں اور اعمالِ صالحہ ان اشجار کی آبپاشی کرتے ہیں۔ غرض اس معاملہ میں جتنا جتنا تدبر کیا جاوے اُسی قدر معارف سمجھ میں آویں گے۔ جس طرح سے ایک کسان کاشتکار کے واسطے ضروری ہے کہ وہ تخم ریزی کرے۔ اسی طرح روحانی منازل کے کاشتکار کے واسطے ایمان جو کہ روحانیات کی تخم ریزی ہے ضروری اور لازمی ہے۔ اور پھر جس طرح کاشتکار کھیت یا باغ وغیرہ کی آبپاشی کرتا ہے اسی طرح سے روحانی باغِ ایمان کی آبپاشی کے واسطے اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمالِ صالحہ کے ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ایک عمدہ باغ بغیر نہر یا کسی دوسرے ذریعہ آبپاشی کے نکما ہے............‘‘۔

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

فرمایا ’’درخت خواہ کیسے ہی عمدہ قسم کے ہوں اور اعلیٰ قسم کے پھل لانے والے ہوں مگر جب مالک آبپاشی کی طرف سے لاپروائی کرے گا تو اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ سب جانتے ہیں۔ یہی حال روحانی زندگی میں شجرِ ایمان کا ہے۔ ایمان ایک درخت ہے جس کے واسطے انسان کے اعمالِ صالحہ روحانی رنگ میں اس کی آبپاشی کے واسطے نہریں بن کر آبپاشی کا کام کرتے ہیں۔ پھر جس طرح ہر ایک کاشتکار کو تخم ریزی اور آبپاشی کے علاوہ بھی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے، اسی طرح خدا تعالیٰ نے روحانی فیوض و برکات کے ثمراتِ حسنہ کے حصول کے واسطے بھی مجاہدات لازمی اور ضروری رکھے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 648-649۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس اگر نہ ختم ہونے والے اجر لینے ہیں برکات سے فائدہ اٹھانا ہے، دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے ہیں تو اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہے۔ خوشخبری ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے اپنے ایمان کو نیک اعمال سے سجایا۔ جنہوں نے اگر یہ اعلان کیا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورے ہوتے دیکھ کر زمانے کے امام پر ایمان لائے ہیں تو اپنی حالتوں اور اپنے عملوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔

پس آج بھی یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیاں اس طرح گزارنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کا حقدار بنانے والی ہو۔ ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل جو ہے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اور آج رات اس سال کو الوداع کرنے کے لئے اور نئے سال کے استقبال کے لئے یہ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے خاص یہ توفیق چاہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے گزرنے والے سال میں جو ہم نیک اعمال نہیں بجالا سکے، نئے سال میں ہم ان کو بجالانے والے ہوں۔ ایمان کے بیج کو اعمالِ صالحہ کی بروقت آبپاشی کے ذریعے پروان چڑھانے والے ہوں۔ ہمارا اٹھنا ہمارا بیٹھنا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔

ایک طرف تو ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جماعت کے ایک طبقہ نے قربانیاں دے کر جماعت کی تبلیغ کے نئے راستے کھول دیئے ہیں۔ لیکن دوسری طرف مَیں ایک یہ بات بھی افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس بعض غیر از جماعت کے ایسے خطوط بھی آتے ہیں کہ فلاں شخص آپ کی جماعت کا ہے، اس نے میرے ساتھ کاروبار کیا تھا، کاروباری شراکت تھی، یا قرض لیا تھا اور اب اس میں دھوکے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ تو ایسے لوگ جو اس طرح جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں وہ ایسے لوگ ہی ہیں جن کا زبانی دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن یہ جو دعویٰ ہے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ایسے لوگ تو جماعت کی ترقی میں شامل ہونے کی بجائے جماعت کی بدنامی کرنے والوں میں شامل ہیں۔

پھر آپس کے تعلقات ہیں۔ آپس کے جو تعلقات ایک احمدی کے دوسرے احمدی کے ساتھ ہونے چاہئیں، ایک رشتے کے دوسرے رشتے کے ساتھ ہونے چاہئیں اگر ان حقوق کا پاس نہیں تو پھر ان جگہوں کی برکات سے انسان فیض نہیں پا سکتا۔ نہ دعاؤں سے کوئی فیض حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اعمالِ صالحہ میں تمام حقوق بھی آتے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک اگر اپنے جائزے لے اور دیکھے کہ گزرنے والے سال میں ہم نے اپنے اندر سے کتنی برائیوں کو دور کیا ہے؟ ہمارے قربانی کرنے والوں نے ہماری اپنی طبیعتوں میں، ہمارے اپنے رویّوں میں کیا انقلاب پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً انفرادی طور پر بھی یہ سال جس کا آغاز اور اختتام بھی جمعہ کو ہوا اور ہو رہا ہے ہمارے لئے برکتوں کا سال ہے۔ لیکن اگر ہم دنیا داری میں بڑھتے رہے، اسی میں پڑے رہے اور ایک دوسرے کے حقوق غصب کرتے رہے۔ میاں بیوی، نند، بھابھی، ساس، کاروباری شراکت دار ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہے، ایک دوسرے کے ساتھ طعن و تشنیع کرتے رہے، اپنے رویوں میں، اپنی بول چال میں غلط الفاظ استعمال کرتے رہے تو پھر ہم برکتیں تو نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے ہیں۔ ہمارے جو قربانی کرنے والے ہیں ان کی زبانی یاد کا دعویٰ کرنے والے تو ہم بنے ہیں، اُن کو اپنے لئے نمونہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہم نہیں بنے۔ اگر ہمارے اپنے رویے نہیں بدلے تو ہم نے ان قربانی کرنے والوں کی تسکین کا سامان نہیں کیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر دشمنانِ احمدیت کی طرف سے ہمارے لئے تکلیفیں پہنچانے کی انتہا کی گئی تو ہم اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے سجاتے، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے۔ ہمارے خلاف اگر آگ بھڑکائی گئی تو ہمیں اس آگ میں سے اس سونے کی طرح نکلنا چاہئے تھا جو آگ میں سے کندن بن کر نکلتا ہے۔ ہمارے آنسو اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یوں نکلتے جو ہماری ذاتی زندگیوں میں بھی انقلاب پیدا کر دیتے۔ پس ہم میں سے جن کا یہ گزرنے والا سال اس طرح گزرا اور انہوں نے اپنے ایمان کی اپنے اعمال سے آبیاری کی وہ خوش قسمت ہیں۔ آئندہ آنے والے سال میں پہلے سے بڑھ کر اس تعلق کو مضبوط کرنے کی خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور جو لوگ اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دے سکے وہ آج رات کی دعاؤں میں، اس وقت جمعہ کی دعاؤں میں بھی اس پہلو کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نیک اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ سال میں اپنی اصلاح کے پہلو کو ہر وقت سامنے رکھیں۔ اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے نیک اعمال بجالانے کی کوشش کریں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ اللہ کرے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ

کی رضا کے حصول کے لئے اپنے عملوں کو ڈھالنے والے ہوں۔ آج رات جب خاص طور پر مغربی دنیا میں اکثریت شرابوں اور ناچ گانوں اور شور شرابوں میں مصروف ہوگی اس وقت ہم اپنے جذبات کو خدا تعالیٰ کے حضور اس عہد کے ساتھ بہائیں کہ آئندہ سال اور ہمیشہ ہمارے جذبات اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اُس کے حضور بہتے چلے جائیں گے۔ ہم اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اپنی ہر حالت اور ہر عمل کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ڈھالنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔ آئندہ سال جو آ رہا ہے وہ سب احمدیوں کے لئے، انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی بے انتہا مبارک سال ہو۔

مَیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بات کرنا چاہتا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں یہ بھی ایک فضل عطا فرمایا جس کا مَیں اپنے جلسہ کے جو دوسرے دن کی رپورٹس ہوتی ہیں اس میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ رشین ڈیسک کے ذریعہ سے ایم ٹی اے پر رشین پروگرام بھی اب جاری ہیں، خطبات کا ترجمہ بھی اور ویب سائٹ بھی شروع ہوگئی ہے۔ پہلے کہیں اِکّا دُکّا مجھے رشین احمدیوں کے خطوط آیا کرتے تھے اور وہ تھے بھی چند ایک۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کی تعداد سینکڑوں میں ہوگئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا الہام بھی ہے کہ روس میں ریت کے ذروں کی طرح احمدیت کو پھیلتے دیکھا۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 691۔ چوتھا ایڈیشن ۔ مطبوعہ ربوہ)

اللہ کرے کہ یہ پیغام ان تک تیزی سے پہنچتا چلا جائے اور ہم اپنی زندگیوں میں اس الہام کے پورا ہونے کے بھی نظارے دیکھنے والے ہوں۔

ایک اور بات جس کا مَیں آج اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے یہ بات قادیان کے جلسے کے اختتام پر بتائی تھی کہ alislam جو ہماری ویب سائٹ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے ایک نیا اضافہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی روحانی خزائن کے نام سے جو کتب ہیں اُن سب کو ایک ایسے سرچ انجن (Search Engine) میں ڈالا ہے جس میں اگر آپ نے تلاش کرنا ہے تو آپ کوئی بھی لفظ، مثلاً اللہ کا نام ہے، یسوع مسیح کا نام ہے، محمدؐ کا نام ہے اس میں ڈالیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں، اُن کتب میں جو روحانی خزائن کی جلدوں میں ہیں جہاں بھی وہ نام استعمال ہوا ہے، وہ نام اور اقتباس سامنے آ جائیں گے۔ اور پھر اسے آپ سرچ کر کے جو انٹرنیٹ سے دلچسپی رکھنے والے یا alislam دیکھنے والے ہیں وہ مزید صفحہ بھی دیکھ سکتے ہیں جو اصل کتاب کا صفحہ ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے اور یہ بہت مشکل کام تھا۔ اللہ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں کی ٹیم نے یہ کیا ہے۔ جس میں سے دو تو واقفینِ نَو لڑکے ہیں، ایک نعمان احمد لاہور کے اور ایک کراچی کے ہیں مبارک احمد۔ اس کے علاوہ انڈیا کے لڑکے ہیں۔ اس لئے میں قادیان کے جلسہ سالانہ کے آخری دن اعلان کرنا چاہتا تھا کہ اس میں سے تین کے علاوہ جو باقی لڑکے ہیں وہ سارے انڈیا کے ہیں۔ فضل الرحمٰن یہ چنائی کے ہیں۔ اسی طرح مقصود احمد بنگلور کے، شاہد پرویز بنگلور کے، عبدالسلام بنگلور کے اور پھر عائشہ مقصود صاحبہ ہیں بنگلور کی۔ پھر الطاف احمد بنگلور کے ہیں اور ریاض احمد مینگلور (Mangalore) اور اسی طرح ایک ہیں خرم نصیر، یہ پاکستان کے ہیں اور کلیم الدین شیخ یہ چنائی کے ہیں۔ تو یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ دیکھنے والے تو اتنا محسوس نہیں کرتے۔ ہر کتاب کو پڑھنا، ہر کتاب میں سے ہر لفظ کو تلاش کرنا اور پھر اس کا انڈیکس بنانا، پھر اس انڈیکس کے اقتباسات، پھر اس کے صفحے کا پروگرام بنانا ایک کافی بڑا کام تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان نوجوانوں نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور دنیا اس سے فائدہ اٹھانے والی ہو۔ معترضین تو آج کل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب پر اعتراض کرتے رہتے ہیں لیکن اگر دیکھیں تو یہی ایک خزانہ ہے جو دنیا کی اصلاح کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن جن پر اثر نہیں ہونا وہ لوگ تو قرآنِ کریم کی آیات کا بھی استہزاء اڑاتے تھے، اُن پر اثر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے۔

تیسری بات مَیں آج یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے پتہ لگا کہ میرے نام سے آج کل انٹرنیٹ وغیرہ پر فیس بک (Face Book) ہے۔ فیس بُک کا ایک اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے جس کا میرے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں۔ نہ کبھی مَیں نے کھولا نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے بلکہ مَیں نے تو جماعت کو کچھ عرصہ ہوا اس بارہ میں تنبیہ کی تھی کہ اس فیس بُک سے بچیں۔ اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں۔ پتہ نہیں کسی نے بے وقوفی سے کیا ہے۔ کسی مخالف نے کیا ہے یا کسی احمدی نے کسی نیکی کی وجہ سے کیا ہے لیکن جس وجہ سے بھی کیا ہے، بہر حال وہ تو بند کروانے کی کوشش ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں قباحتیں زیادہ ہیں اور فائدے کم ہیں۔ اور بلکہ انفرادی طور پر بھی مَیں لوگوں کو کہتا رہتا ہوں کہ یہ جو فیس بُک ہے اس سے غلط قسم کی بعض باتیں نکلتی ہیں اور پھر اس شخص کے لئے بھی پریشانی کا موجب بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر لڑکیوں کو تو بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن بہر حال مَیں یہ اعلان کر دینا چاہتا تھا کہ یہ جو فیس بُک ہے اور اس میں وہ لوگ جن کے اپنے فیس بُک کے اکاؤنٹ ہیں، وہ آ بھی رہے ہیں، پڑھ بھی رہے ہیں، اپنے کمنٹس (Comments) بھی دے رہے ہیں جو بالکل غلط طریقہ کار ہے اس لئے اس سے بچیں اور کوئی اس میں شامل نہ ہو۔ اگر ایسی کوئی صورت کبھی پیدا ہوئی جس میں جماعتی طور پر کسی قسم کی فیس بک کی طرز کی کوئی چیز جاری کرنی ہوئی تو اس کو محفوظ طریقے سے جاری کیا جائے گا جس میں ہر ایک کی access نہ ہو اور صرف جماعتی مؤقف اس میں سامنے آئے اور اس میں جس کا دل چاہے آ جائے۔ کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض مخالفین نے بھی اپنے کمنٹ (Comment) اس پر دیئے ہوئے ہیں۔ اب ایک تو ویسے ہی غیر اخلاقی بات ہے کہ کسی شخص کے نام پر کوئی دوسرا شخص چاہے وہ نیک نیتی سے ہی کر رہا ہو بغیر اس کو بتائے کام شروع کر دے۔ اس لئے جس نے بھی کیا ہے اگر تو وہ نیک نیت تھا تو وہ فوراً اس کو بند کر دے اور استغفار کرے اور اگر شرارتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے خود نپٹے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور جماعت کو ترقی کی راہوں پر چلاتا چلا جائے۔

احمدی مردوں کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”مردوں سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو پردے کی تعلیم اس لئے نہیں ہے کہ وہ مردوں کی غلام بنائی جائیں۔ خدا تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی عصمت کی حفاظت کی تلقین اس لئے نہیں فرمائی کہ وہ مردوں کی باندیاں بنا دی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق خدا کی نظر میں برابر ہیں مگر چونکہ ان کی خلقت میں کچھ فرق ہے اور ان کی تخلیق کے تقاضے کچھ مختلف ہیں اس لئے بعض ذمہ داریاں ان مختلف تقاضوں کے پیش نظر بدل جاتی ہیں اور تعلیمات کے کچھ حصے بھی اسی فرق کے پیش نظر مختلف ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک حقوق کا تعلق ہے مرد اور عورت کے حقوق میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں ہے...... لاہور میں مستورات کی ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں انہیں موقع دیا گیا کہ وہ عورتوں سے متعلق مسائل وغیرہ پوچھیں۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا عورتیں مردوں کی جوتیوں کے طور پر پیدا کی گئی ہیں؟ اس خاتون کے سوال میں بڑا درد تھا۔ مجھے بہت تکلیف پہنچی کہ جو اس نے نہیں کہا وہ بھی اس سوال کے پس منظر سے ظاہر تھا۔ اس کو میں نے کہا کہ مرد عورتوں کی جوتیوں کے نیچے ہیں اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی ہے۔ اس لئے تم نے جو سمجھا غلط سمجھا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟ دنیا میں کچھ ایسے بد بخت بھی ہوتے ہیں جو ماؤں کے قدموں سے جنت کی بجائے جہنم لیتے ہیں اور بجائے اس کے کہ عورت کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں وہ نہ صرف یہ کہ خود ظالم بنتے ہیں بلکہ دنیا کے سامنے اسلام کو بھی ایک ظالم مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان بد مثالوں نے اس کثرت کے ساتھ اسلام کی بدنامی کے سامان مہیا کئے ہیں کہ باہر کی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اسلامی تہذیب محض مرد کی خدائی اور حکمرانی کا نام ہے اور اسلامی تہذیب نام ہے عورت کو انتہائی ذلت کے ساتھ زندگی پر مجبور کرنے کا۔...... یہ تصور آخر اہل مغرب کے دل میں کیوں پیدا ہوا؟ یہ درست ہے کہ بہت حد تک اسلام کے تاریک زمانوں کی تاریخ اس تصور کو پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن وہ تاریک زمانے تو چلے گئے۔ اب تو روشنی کا دور آ گیا۔ اب تو اسلام کی از سر نو عظمتوں کی خاطر، اسکی بلندی کی خاطر اور اس کی رفعتوں کی خاطر احمدیت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ پس مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی اندھیروں کے دور ختم ہوئے اور دنیا کے نقطۂ نگاہ سے بھی زمانہ ایسے دور میں داخل ہو چکا ہے کہ اس قسم کے خیالات قصۂ پارینہ بن رہے ہیں اور ہر جگہ عورت بیدار ہو رہی ہے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔ پس اس دور میں بھی اگر ظلم و تشدد کی ایسی مثالیں نظر آئیں تو وہ لوگ بہت ہی بد قسمت ہوں گے جن کی وجہ سے آج جب کہ اسلام کے چہرے سے داغ دور کرنے کا وقت ہے کچھ لوگ نئے داغ اسلام کے چہرے پر لگا رہے ہیں۔...... ہم نے تو تمام دنیا کے سامنے اسلام کے اعلیٰ معاشرے کے نمونے پیش کرنے ہیں۔ ہم تعلیم کے میدان میں خواہ کتنی بھی ترقی کر جائیں، اسلام کے احکامات کے فلسفے سے متعلق کتنی ہی دلنشین تقریریں کیوں نہ کریں، جب تک ہمارے قول کی تائید میں ہمارا عمل ایک نمونہ پیش نہ کر رہا ہو دنیا پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔...... لیکن جہاں تک اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام کا تعلق ہے، امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک غیر معمولی طور پر پاکیزہ اور خوش حال اور جنت نشان سوسائٹی ہم پیدا نہیں کرتے اس وقت تک دنیا کی قومیں اس تعلیم کی طرف توجہ نہیں کریں گی۔ دنیا کی عورت کو یہ محسوس ہونا چاہئے کہ احمدی عورت زیادہ خوش ہے اور زیادہ مطمئن ہے، اس کے گھر میں جنت ہے، اس کے پاؤں تلے جنت ہے، آئندہ نسلوں کو بھی وہ جنت کا پیغام دے رہی ہے اور موجودہ نسل کو بھی جنت کی طرف بلا رہی ہے۔ پاؤں تلے جنت ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ ایسی جنت کا سامان چھوڑ رہی ہے کہ ان کی پاکیزہ نسلوں کو دیکھ کر لوگ ان ماؤں پر سلام بھیجیں گے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کریں گے کہ بڑی ہی خوش قسمت مائیں تھیں جنہوں نے ایسے بچے پیدا کئے۔ پس اس نقطہ نگاہ سے مرد پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ لازماً مرد کو ادا کرنی چاہئیں۔...... جو مرد بنیادی انسانی حقوق ادا نہیں کر سکتا اور جس میں رحمت اور شفقت نہیں ہے وہ اسلام کی طرف منسوب ہونے کا اہل ہی نہیں ہے۔...... ایسا شخص تو انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے کجا یہ کہ وہ اسلام کی طرف منسوب ہو اور اسلام بھی وہ جو آج احمدیت کی شکل میں دنیا کے سامنے نمودار ہوا ہے جس پر ابھی لمبا زمانہ نہیں گزرا۔...... جس اسلام کو جماعت احمدیہ پیش کرے گی لازماً اس کے نیک نمونے ساتھ لے کر چلے گی ورنہ ہمیں فتح نصیب نہیں ہوگی۔ ان بد نمونوں کو اپنے پہلو میں سمیٹ کر چلنے کی ہم میں طاقت نہیں“۔ (ماخوذ از: خطبہ جمعہ 21/جنوری 1983ء)

فیشن پرستی کی وباء سے بچ کر رہو

جماعت احمدیہ کو اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بننا چاہئے

(از۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کچھ عرصہ ہوا کہ مَیں نے جماعت کے دوستوں کو اخبار الفضل کے ایک نوٹ کے ذریعہ بے پردگی کے رجحان کے خلاف نصیحت کی تھی۔اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک سابقہ خطبہ جمعہ کی طرف توجہ دلا کر جماعت کے افراد اور جماعت کے ذمّہ دار کارکنوں کو ہوشیار کیا تھا کہ وہ بے پردگی کے رجحان کا سختی کے ساتھ مقابلہ کریں اور احمدیہ جماعت کی جو عورتیں اور جو لڑکیاں ماحول کے خراب اثرات کے نتیجہ میں بے پردگی کی طرف غلط رجحان پیدا کر رہی ہیں (اور خدا کے فضل سے ابھی تک ان کی تعداد تھوڑی ہے) ان کے خلاف ابتدائی انتباہ کے بعد سخت ایکشن لیا جائے۔

اب اپنے موجودہ نوٹ میں مَیں فیشن پرستی کے رجحان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔دراصل بے پردگی اور فیشن پرستی کا باہمی رشتہ ایک طرح سے دو بہنوں والا رشتہ ہے کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کا اثر دوسرے پر بہت گہرا پڑتا ہے بے پردگی آخر کار عورتوں کو بالعموم فیشن پرستی کی طرف ڈھکیل دیتی ہے اور دوسری طرف فیشن پرستی کا رجحان آہستہ آہستہ بے پردگی کی طرف کھینچ لاتا ہے پس ہماری جماعت کی عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ ان دونوں خرابیوں سے بچ کر رہیں۔یعنی وہ اسلامی پردہ کی پابندی کو اختیار کر لیں اور فیشن پرستی کی وباء سے بھی بچ کر رہیں ورنہ وہ کبھی بھی سچی احمدی یا سچی مسلمان نہیں سمجھی جائیں گی اسلام سادہ زندگی پر زور دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہمیشہ سادہ زندگی کی تلقین فرمایا کرتے تھے میرے کانوں میں ہمیشہ حضور کے یہ الفاظ گونجتے رہتے ہیں کہ مجھے وہ لوگ بہت پسند ہیں جو دنیا میں سادگی کی زندگی گزارتے ہیں خدا نے اپنے افضل الرسل اور خاتم النبیین کے قدموں پر دنیا کی دولت ڈالدی اور عرب کا بے تاج بادشاہ بنایا مگر آپ نے اس ارفع مقام کے باوجود ایسی سادہ زندگی گزاری کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی ہے حدیث میں آتا ہے کہ آپ موٹے پٹھے کی چٹائی میں اس بے تکلفی کے ساتھ لیٹ جاتے تھے کہ اس کے نشان آپ کے جسم پر ظاہر ہونے لگتے تھے ایک دفعہ ایک عورت کوئی حاجت پیش کرنے کے لئے آپ کے سامنے آئی اور آپ کے رعب کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگی اور اس کے منہ سے بات نہیں نکلتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نظارہ دیکھا تو بے چین ہو کر اس کی طرف لپکے اور بڑی محبت سے فرمایا:

”مائی! ڈرو نہیں ڈرو نہیں۔میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہوں جسے عرب کی ایک ماں نے جنا تھا“۔

پس زندگی میں سادگی اختیار کرنا اسلام اور احمدیت کی خاص تعلیمات میں داخل ہے اور وہی لوگ سچے مسلمان اور سچے احمدی سمجھے جا سکتے ہیں جو دولت ثروت کے ہوتے ہوئے بھی سادہ زندگی گزاریں اور اپنے غریب بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہیں کہ گویا وہ ایک خاندان کا حصّہ ہیں مَیں اس بات کو مانتا ہوں کہ صحیح رنگ کی زینت جسے بدن اور کپڑوں کی صفائی تعبیر کیا جا سکتا ہے اسلام میں منع نہیں بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن لوگ نہا کر اور اپنے بدنوں کو صاف کر کے مسجد میں آئیں اور ڈھکے ہوئے صاف کپڑے پہنیں اور اگر وسعت ہو تو خوشبو بھی لگائیں۔اور میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ عورتوں کو خاص طور پر صفائی اور زینت کی اجازت بلکہ ہدایت دی گئی ہے تا کہ وہ اپنے خاوندوں کے لئے ظاہری لحاظ سے بھی کشش اور راحت کا موجب بن سکیں حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی عورت ایسی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی کہ اس کی حالت بہت خستہ تھی اور بال بکھرے ہوئے تھے اور کپڑے میلے کچیلے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ”بہن تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے“؟ اس نے جواب دیا ۔”یا رسول اللہ میں کس کے لئے زینت کروں۔میرا خاوند دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات تہجد میں کھڑا ہو کر گزار دیتا ہے“

آپ نے فوراً اس کے خاوند کو بلایا اور اس پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

”کیا تم اپنی بیوی کا حق چھین کر خدا کو دینا چاہتے ہو؟ سنو کہ خدا ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا ہے۔وہ تو یہ چاہتا ہے کہ بندوں کا حق بندوں کو دو اور خدا کا حق خدا کو دو اور بیوی کا حق بیوی کو دو“۔

پس اسلام ایک بڑا ہی پیارا اور متوازن مذہب ہے جس نے نہ صرف خدا بلکہ خاوند بیوی کے اور دوسرے رشتہ داروں کے اور ہمسائیوں کے اور دوستوں کے بلکہ دشمنوں تک کے حقوق مقرر رکھے ہیں اور ان حقوق میں تصرّف کرنا خدا کی خوشی کا موجب نہیں بلکہ اس کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔

لیکن اسلام نے جہاں واجبی حد تک زینت کی اجازت دی ہے وہاں مناسب حد بندیوں کے ساتھ اسے کنٹرول بھی کیا ہے۔اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ پوری پوری دیانتداری کے ساتھ ان پابندیوں کو ملحوظ رکھیں۔یہ پابندیاں مختصر طور پر چند فقروں میں بیان کی جا سکتی ہیں:

(اوّل): کوئی ایسی زینت اختیار نہ کی جائے جو سادہ زندگی کے اصول کے خلاف ہو اور جس میں عورت اپنے جسم اور اپنے لباس کو زینتوں کے ذریعہ اتنا کشش دار کر دے کہ غیر محرم شرفا اور نیک لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اعتراض کی نظر سے اُٹھیں۔

(دوم): زینت کے معاملہ میں ایسا انہاک نہ اختیار کیا جائے گویا وہی زندگی کی غرض و غایت ہے بلکہ سادہ زندگی اختیار کی جائے۔

(سوم): جب کوئی پردہ دار عورت کسی مجبوری کی وجہ سے خرید وفروخت کی غرض سے بازار جائے یا گھر سے باہر آئے تو لپسٹک اور چہرہ کے پوڈر وغیرہ سے پرہیز کیا جائے اور باہر آئے تو پردہ کا پورا پورا التزام رکھا جائے۔

(چہارم): برقعہ یا لباس کے اوپر اوڑھنے کی چادر بالکل سادہ ہو جس کا رنگ نہ تو شوخ اور بھڑکیلا ہو اور نہ اس پر کوئی بیل بوٹے یا نقش ونگار کا کام کیا ہوُا ہو۔کیونکہ برقعہ کی غرض زینت کو چھپانا ہے نہ کہ خود برقعہ کو زینت کا ذریعہ بنانا۔

(پنجم): نوجوان لڑکیاں جو سکول اور کالجوں میں پڑھتی ہیں ان کے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ ہر قسم کی ناواجب زینت سے بچ کر سادگی اختیار کریں۔بے شک اپنے جسم اور کپڑوں کو صاف رکھیں مگر اپنے چہروں اور لباسوں کو ہرگز مصنوعی طریق پر کشش کا ذریعہ نہ بنائیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ربوہ کے بھائی بہنیں خصوصاً اور تمام بیرونی شہروں کے بھائی اور بہنیں عموماً میری اس دردمندانہ نصیحت کو غور سے پڑھ کر اس پر دیانت داری کے ساتھ عمل کریں گے تا کہ ایک طرف ان کی زندگی خدا کی نظر میں پسندیدہ زندگی ہو اور دوسری طرف وہ جماعت کو بدنام کرنے والے نہ بنیں۔

مَیں نے اپنے اس مختصر سے مضمون میں اپنے علم کے مطابق دونوں پہلوؤں کو یعنی مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو واضح کر دیا ہے اور نگران بورڈ نے بھی اپنے حالیہ اجلاس میں جماعت کے مرکزی افسروں اور ضلعوار امراء اور مقامی عہدیداروں کو زوردار ہدایت کی ہےکہ وہ اس بارہ میں جماعت کی نگرانی رکھیں اور اگر کوئی شکایت پیدا ہو تو ابتدائی انتباہ کے بعد مرکز کے ذمہ دار کارکنوں کو رپورٹ کریں۔اس وقت دنیا کی نظر ہم پر ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم اسلام اور احمدیت کا کیا نمونہ پیش کرتے ہی خدا کرے ہماری جماعت کے بوڑھے اور جوان اور بچے اور مرد اور عورتیں اور لڑکیاں اسلام اور احمدیت کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ دنیا اسے دیکھ کر عش عش کر اٹھے کہ یہی اسلام کا سچا نمونہ ہے اور جب دنیا سے ہماری واپسی کا وقت آئے تو آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحیں ہمیں دیکھ کر خوش ہوں کہ انہوں نے ہماری ہدایت پر عمل کیا ہے۔آمین یا ارحم الراحمین۔

(بحوالہ الفضل ربوہ ۶ ستمبر ۱۹۶۲ء)

مہاجال ڈالنے کی ضرورت ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ وقف جدید کے متعلق فرماتے ہیں۔

”میں جماعت کے لوگوں کو ایک بار پھر اسی وقف (وقف جدید) کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے اور چاروں طرف رشد واصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا۔

اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر ایک جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹہ ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا۔اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہمارے مربی کو ہر گھر اور ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا۔اور یہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب اس نئی سکیم (وقف جدید) پر عمل کیا جائے ......اور یہ جال اتنا وسیع طور پر پھیلایا جائے کہ کوئی مچھلی باہر نہ رہے کنڈی ڈالنے سے صرف ایک ہی مچھلی آتی ہے لیکن اگر مہاجال ڈالا جائے تو دریا کی ساری مچھلیاں اس میں آجاتی ہیں ہم ابھی تک کنڈیاں ڈالتے رہے ہیں۔ان کی وجہ سے ایک مچھلی ہی ہمارے ہاتھ آتی رہی ہے لیکن اب مہاجال ڈالنے کی ضرورت ہے اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ کے لوگوں تک ہماری آواز پہنچ جائے گی“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۵۸)

قارئین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آج سے ۵۵ سال قبل جماعت کو جس مہاجال کے ڈالنے کی تحریک کی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے اُس الٰہی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقف جدید کی بابرکت تحریک میں حصہ لیتے ہوئے ساری دنیا میں رشد و اصلاح کا مہاجال پھیلایا اور آج وہ دن ہے جبکہ دنیا کے ۱۹۸ ممالک میں وقف جدید کی بابرکت تحریک کے نتیجہ میں مہاجال پھیلایا جا چکا ہے۔یہ وہ جال ہے جس میں آنے کے بعد مچھلی سکھ اور راحت کا سانس لیتی ہے اور خود کو ایک عظیم پناہ میں محفوظ سمجھتی ہے۔آج دُنیا میں کوئی امن ہے تو وہ صرف اور صرف امام الزمان کی پناہ میں ہی ہے۔اللہ ہمارے ان بھٹکے ہوئے بھائیوں کو سمجھ دے اور وہ امام الزمان کی پناہ میں آکر دنیا و آخرت کی بلاؤں سے محفوظ ہو جائیں۔

(ادارہ)

اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ

مکرم مسعود احمد صاحب خورشید سنوری (مرحوم)

(حامدہ سنوری فاروقی۔لندن)

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب یکم رمضان المبارک بمطابق 18/اپریل 1923ء سنور ریاست پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ نے پہلے خط کے ذریعہ اور پھر 1898ء میں سولہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کی دستی بیعت کی تھی اور پھر ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں ان کے والد مولوی محمد موسیٰ صاحبؓ اور دادا مولوی محمد عیسیٰ صاحبؓ (بعمر سو سال) نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔اس طرح مسعود خورشید صاحب کے اوپر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین نسلیں تھیں۔اُن کی دادی صاحبہ بھی صحابیہ تھیں جن کا نام کرم النساء صاحبہ تھا اور والدہ رحیمن بی بی صاحبہؓ بھی صحابیہ تھیں، نانا چوہدری کریم بخش صاحبؓ اوّلین صحابہ میں سے تھے (وصیت نمبر 19) اور نانی حضرت جیون صاحبہؓ بھی بہت بزرگ صحابیہ تھیں۔سوائے پردادا مولوی محمد عیسیٰؓ کے تمام بزرگ جن کا یہاں ذکر ہے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ قادیان اور پھر ربوہ میں مدفون ہیں۔آپ کے آباء واجداد عرب سے ہجرت کر کے حصار ضلع رہتک نزد دہلی (ہندوستان) آئے پھر وہاں سے ہجرت کر کے سنور ریاست پٹیالہ میں آباد ہوئے۔

مسیحِ محمدی کی بابرکت دُعا ”نیست سے ہست“ کرنے کا معجزہ

مسعود خورشید صاحب معجزانہ طور پر پیدا ہونے والے چودہ بچوں میں سے آٹھویں نمبر پر پیدا ہوئے۔ مختصر واقعہ درج ذیل ہے:

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ بیان کرتے ہیں کہ رحیمن بی بی صاحبہؓ کو اُن کے والد چوہدری کریم بخش صاحب، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہمراہ قادیان لے گئے تو مولوی صاحب نے ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنی بیوی کے ہاتھ بھجوا دیا اور دوسری شادی کی اجازت مانگی۔خط ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت مسیح پاکؑ نے فرمایا ”ہم دُعا کریں گے“۔وہ بیان کرتی ہیں کہ حضور ٹہل رہے تھے جب دوبارہ میری طرف آئے تو فرمایا: اُن کو میری طرف سے خط لکھ دو۔”اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہیں سکو گے“۔

مسیحِ پاک علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے اللہ تبارک تعالیٰ نے مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کو رحیمن بی بی صاحبہؓ کے بطن سے 14 بچے عطا فرمائے۔پہلا بیٹا محمود اوّل غالباً 1908ء میں پیدا ہوا۔بچپن میں فوت ہو گیا۔دوسری اولاد محمودہ بیگم 1910ء میں پیدا ہوئیں۔14 بچوں میں سب سے چھوٹی امینہ بیگم مارچ 1935ء میں پیدا ہوئیں۔حضرت مسیحِ پاکؑ کے فرمان کے مطابق پانچ بچوں کو وہ سنبھال نہ سکے اور اُن کی بچپن میں وفات ہوئی۔باقی 9 بچوں کی اولادیں در اولادیں تمام دُنیا میں پھیل چکی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کی قبولیت کا زندہ جاگتا نشان ہیں۔

مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ اپنے حالاتِ زندگی (تجلّیٔ قدرت) میں تحریر فرماتے ہیں ”......اور اس کے بعد برخوردار مسعود احمد خورشید پیدا ہوا۔جس کے لئے خداوند تعالیٰ نے مجھے بھی اور میری اہلیہ صاحبہ کو بھی بشارت دی اور مولوی عبد اللہ صاحبؓ کو بھی بشارت دی کہ قدرت اللہ کو ایک عالی دماغ لڑکا دیا جائے گا۔چنانچہ مسعود احمد صاحب بفضل تعالیٰ زندہ سلامت ہیں اور اُنہوں نے مزید ترقی کی ہے اور سلسلہ کی بڑی بڑی خدمات کر رہے ہیں......“۔خاکسار (حامدہ سنوری) کو یاد ہے ہمارے گھر میں ٹیپ ریکارڈر پر دادا جان کا بیان موجود تھا جسے ہم اکثر سنا کرتے تھے کہ ”جب بھی چچا عبداللہ صاحب سنور آتے جب مسعود احمد چھوٹا تھا اسے انگلی کے ساتھ پکڑ کر چلاتے اور فرماتے یہ ہی وہ لڑکا ہے جو مجھے رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔

مسعود احمد صاحب خورشید اپنے حالاتِ زندگی ”نشانِ رحمت“ میں لکھتے ہیں:

ہماری والدہ صاحبہ مرحومہ سنایا کرتی تھیں کہ ہمارے محلّہ (سنور) میں ایک بزرگ بوڑھی عورت ”لدی صاحبہ“ رہا کرتی تھیں۔انہوں نے خاکسار کی پیدائش سے پہلے اپنا ایک خواب سنایا کہ قدرت اللہ کے گھر پر انہوں نے ایک سورج چمکتا دیکھا ہے۔

(نشانِ رحمت صفحہ 39)

اپنے نام کے بارے میں لکھتے ہیں: ”میرا نام ایک خط کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے ”رحمت اللہ“ رکھا اور ایک دوسرے خط کے جواب میں ”مسعود احمد“ رکھا اور میرے والدین نے اسی نام کو رواج دیا“۔مندرجہ بالا بشارتوں کی وجہ سے ہی غالباً انہوں نے جیسا کہ اُس زمانہ میں رواج بھی تھا نام کے ساتھ تخلص ”خورشید“ میٹرک کے بعد سے لکھنا شروع کر دیا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ کے عطا فرمودہ نام ”رحمت اللہ“ کی یاد میں اور شکرِ رحمتِ ربی کے جذبہ کے تحت اپنے رہائشی مکان، کمرشل بلڈنگ، ہوٹل، تمام جائیدادوں کا نام ”نشانِ رحمت“ رکھ لیتے تھے۔

آپ کی بزرگ والدہ رحیمن بی بی صاحبہ جنہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے دو مرتبہ اللہ تبارک تعالیٰ کا نور دیکھنا اور 11 مرتبہ آنحضرت ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے پیروں میں جھانجھریں بندھی ہیں اور گھنگھرو زور سے چھنک رہے ہیں۔جب انہوں نے اپنی یہ خواب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بیان کی تو حضور انور نے فرمایا۔اس کی تعبیر یہ ہے کہ ”آپ کی اولاد تمام دنیا میں پھیل جائے گی“۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ذاتی تربیت کا فیض، خدمتِ دین اور خدمت والدین کا جذبہ

1935ء میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کو حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ جانے کا ارشاد فرمایا۔وہاں زمینیں اور فارم خریدنے کی ہدایات دیں اور بطور مینیجر کام کرنے کی ہدایت دی۔اُس وقت وہ دو بیٹوں کی شادی کر چکے تھے۔بڑے بیٹے محمود احمد صاحب نے میٹرک کا امتحان دیا تھا، باقی سب بچے چھوٹے تھے۔مسعود خورشید صاحب آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے۔حضرت مولوی صاحب کے سندھ چلے جانے پر بچے بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ان کی اہلیہ صاحبہ پریشان ہوگئیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں خط لکھوا دیا کہ مولوی صاحب کو واپس بلا دیں۔حضور نے تو اجازت دی مگر مولوی صاحب نے رو رو کر دُعائیں کیں اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ للہ میرے بیوی بچوں کے لئے دُعاء خاص فرماویں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مضبوط کر دے اور وہ میری ہرگز ہرگز پرواہ نہ کریں خود اپنا کام سنبھالیں۔اللہ تعالیٰ انہیں تقویٰ اور طہارت دے رزقِ کریم دے۔وہ مجھے واپس نہ بلاویں بلکہ اللہ تعالیٰ کو بلاویں۔وہ خود ان کی مدد کرے ان کی حفاظت کرے ان کی حاجات کا کفیل ہو۔

(تجلّیٔ قدرت صفحہ 188-190)

بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں جب انہوں نے حضور سے دُعا اور رہنمائی کی گزارش کی تو حضور نے فرمایا:۔

”میٹرک تک تعلیم دلوا دیں مَیں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور ترقیات عطا فرمائے گا۔“

(نشانِ رحمت۔خودنوشت حالاتِ زندگی از مسعود احمد خورشید صفحہ 59)

الحمد للہ حضور کی اس دعا کا فیضان تمام عمر ساتھ چلتا چلا گیا۔چنانچہ آٹھویں جماعت تک تعلیم سنور میں حاصل کرنے کے بعد اپریل 1937ء میں قادیان دارالامان منتقل ہو گئے جہاں ان کا قیام اپنی پھوپھی اختر النساء صاحبہ کے پاس رہا جو خود نہایت صالح دُعا گو خاتون تھیں اور پھوپھا منشی نور محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح پاکؑ نہایت عابد زاہد بزرگ تھے۔اُن کے بارہ میں مکرم مسعود خورشید صاحب لکھتے ہیں: پھوپھی اختر النساء صاحبہ نے قادیان میں مجھے ناظرہ قرآن پڑھایا۔پھوپھا صاحب گاہے گاہے مجھے اور میرے کئی بہن بھائیوں کو قرآن حکیم کے نقاط سکھاتے پڑھاتے اور ترجمہ سیکھنے کی ہدایت دیتے۔مسعود خورشید صاحب قادیان آکر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوئے اور وہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔جس کے بعد جولائی 1939ء میں تقریباً ڈیڑھ سال تک حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر حضور انور کی زیرِ نگرانی MN SYNDICATE (محمود آباد ناصر آباد سنڈیکیٹ) کے دفتر میں پہلے آفس کلرک اور پھر اکاؤنٹنٹ کی تربیت حاصل کرتے رہے۔جس کے بعد حضور انورؓ نے منور آباد اسٹیٹ سندھ میں ابتداء اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ اور پھر اکاؤنٹنٹ کے عہدہ پر خدمت کے لئے مقرر فرما دیا۔ایک سال وہاں کام کیا۔سندھ کی آب و ہوا ان کی صحت کو موافق نہ ہوئی تو پھر حضور کی اجازت سے کوئٹہ بلوچستان چلے گئے۔نوک کنڈی میں حضورِ انور نے جماعتی سرمایہ کی ترقی کے لئے یونیورسل ٹریڈنگ کمپنی کا قیام فرمایا تو اُس کمپنی میں کچھ عرصہ مدد کرواتے رہے۔

نکاح اور شادی

5/فروری 1942ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک میں بعد نمازِ عصر 300 نمازیوں کی موجودگی میں مسعود احمد خورشید صاحب کا نکاح ناصرہ بیگم صاحبہ سے پڑھا جو بابو عبد الغفور صاحب اور نور بی بی صاحبہ کی بیٹی تھیں۔اور دونوں والدین فوت ہو جانے کی وجہ سے اپنے ماموں حضرت منشی نور محمد صاحبؓ صحابی اور ممانی اللہ بی بی صاحبہ صحابیہؓ کے گھر میں پلی تھیں۔خورشید صاحب چونکہ ملازمت کے سلسلہ میں کوئٹہ میں تھے، انہوں نے منشی نور محمد صاحب (اپنے پھوپھا) کو وکیل مقرر کیا تھا۔جب نکاح کا فارم حضور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور نے فرمایا:

”قوم کے یتیم بچے قوم کی امانت ہوتے ہیں اور مَیں بحیثیت خلیفہ اِس بات کا حقدار ہوں کہ اپنی ولایت میں نکاح کا اعلان کروں۔“

چنانچہ حضور نے ناصرہ بیگم صاحبہ کے ولی کے طور پر نکاح کا اعلان فرمایا اور یتامیٰ کے حقوق کے بارہ میں خطبہ دیا۔اور پھر 11/مئی 1942ء کو جب حضور کے علم میں یہ بات آئی کہ آج ناصرہ بیگم کا رخصتانہ ہے تو حضور، حضرت اماں جانؓ حضرت سیدہ اُمِّ ناصر صاحبہؓ، حضرت سیدہ اُمِّ طاہر صاحبہؓ اور تین صاحبزادیوں کے ساتھ منشی نور محمد صاحب کے گھر تشریف لے آئے اور گھر کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔وہاں ناصرہ بیگم صاحبہ کو بھی بلایا اور دولہا مسعود خورشید صاحب کو بھی اور اپنا دستِ مبارک کچھ دیر ناصرہ بیگم صاحبہ کے سر پر رکھ کر کھڑے رہے اور نصائح فرمائیں۔آخر میں فرمایا۔”یہ میری بیٹی ہے اس کا خیال رکھنا۔“ اس کے بعد طویل دُعا کروائی۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں سوانح فضلِ عمر جلد پنجم صفحہ 442-443۔طبع دوئم)

مسعور خورشید صاحب کے اہلِ خانہ گواہ ہیں کہ انہوں نے ساری زندگی حضرت مصلح موعودؓ کی اُن نصائح پر نہایت احسن رنگ میں عمل کیا۔حضور انور کے ارشاد کے مطابق ہمیشہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی ہر رنگ میں عزّت

افزائی اور قدر کی۔ دونوں کے تعاون سے اُن کا گھر ہمیشہ بفضلِ تعالیٰ حُسنِ سلوک کی اعلیٰ مثال بنارہا۔ ہمیشہ اُنہیں ’’آپ‘‘ کہہ کر مخاطب کرتے۔ اُن کے آرام اور سہولت کو ہمیشہ مدّ نظر رکھتے۔ اُن کے عزیز و اقارب سے نہایت درجہ عالی اخلاق اور حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ جب بڑی عمر میں کسی بچے کے پاس کچھ قیام کے لئے جاتیں تو روزانہ خط لکھتے اور ’’محترمہ بیگم صاحبہ‘‘ کے القاب سے خط شروع کرتے۔ تمام عزیز و اقارب کے حالات تحریر کرتے تاکہ وہ مطلع رہیں۔

کوئٹہ سے پڑھائی کر کے ادیب عالم کا امتحان 1943ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پھر 1945ء میں ادیب فاضل کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ کوئٹہ میں کچھ عرصہ Arsenal میں اکاؤنٹنٹ متعین رہے۔ ساتھ ساتھ بی اے کا کورس مکمل کیا مگر امتحان نہ دے سکے کیونکہ جنگِ عظیم اور تقسیم ہندوستان کے سبب حالات ناگفتہ بہ تھے۔ 1950ء میں لاہور آ کر اکبری منڈی لال حویلی میں دکان ’’ایران ٹریڈ سنٹر‘‘ کے نام سے شروع کی۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے اور حضرت مصلح موعودؓ کی دُعاؤں اور تربیت کے طفیل کاروبار میں بہت ترقی عطا فرمائی۔ 11 جگہوں پر گودام (warehouse) کرایہ پر لئے جہاں تجارتی مال سٹور کیا جاتا تھا۔ رہائش آسٹریلیا بلڈنگس میں اختیار کی جس کے ساتھ بڑے بڑے ہال کمرے متصل تھے اور یہ بھی تجارتی مال کے لئے بطور سٹور استعمال ہوتے تھے۔ ادیب فاضل کی تعلیم سے فارسی زبان کافی اچھے معیار تک سیکھ لی جس کا خط و کتابت فارسی میں کرنے کی وجہ سے بہت فائدہ رہا۔ کاروبار میں 1/3 حصّہ کی شراکت مل گئی۔ کار بھی خرید لی جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے بھی از راہِ شفقت کئی مرتبہ سفر فرمایا اور انہیں اور ان کے برادر نسبتی عبد الحئی صاحب کو کار چلانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

1954ء میں محلّہ دارُالنصر غربی ربوہ میں دو کنال زمین خرید کر اس پر چھ کمروں کا وسیع مکان بنوانے کے تمام اخراجات اپنے والد صاحب کی نگرانی میں دے دیئے جنھوں نے بے حد خوشی اور مسرت سے ایسا گھر تعمیر کروایا جہاں تمام شہروں اور پھر ملکوں سے آئے ہوئے خاندان ایک ایک کمرے کو ایک independent حصہ کے طور پر قیام کے لئے استعمال کرتے اور ربوہ کی برکات سے مستفید ہوتے۔ جب تک والدین اور پھر اُن کی پھوپھی اختر النساء صاحبہ حیات رہیں یہ کوٹھی ’’مولوی قدرت اللہ سنوری‘‘ کے نام سے اُن ہی کی تحویل میں رہی، اُن کی وفات کے بعد کسی اور کو یہ کوٹھی بیچنی پسند نہیں کی اور اپنی والدہ رحیمن بی بی کے عزیز محمد شفیق صاحب کو آسان قسطوں پر منتقل کر دی تاکہ یہ مکان جس کی اینٹ اینٹ اُن کے بزرگ والدین نے اپنی نگرانی میں دُعاؤں کے ساتھ رکھی تھی اور چپے چپے پر دُعائیں کی تھیں وہ قدردان ہاتھوں میں ہی رہے اور والدہ کے عزیزوں کو سہولت ہو جائے۔

والدین کی خدمت کا جو جذبہ اُن کے دل میں تھا اُس کی ایک جھلک اس بیان سے ملتی ہے جو اُن کے والد صاحب نے تجلّیٔ قدرت صفحہ 261 پر درج کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ’’چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کا 11/اکتوبر 1904ء کا الہام تھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ڈھیری پیش کرتی ہے جس میں ایک لکڑی بھی ہے، اس الہام کو برخوردار (مسعود خورشید) نے دو ہزار روپیہ بشکل تھیلی کے اپنی والدہ صاحبہ کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے روبرو پیش کر کے الہام کو پورا کیا۔ جس کا ذکر رسالہ الفرقان اور رسالہ ریویو میں موجود ہے۔ (الفرقان دسمبر 1957ء) میں مولانا ابو العطا جالندھری صاحب نے تفصیلی نوٹ چھاپا جو تذکرہ ایڈیشن پنجم میں درج ہے۔ صفحہ 484)۔ اپنے خرچ پر ہم دونوں کو 1958ء میں حج کروایا اور کراچی ناظم آباد میں اراضی مسجد کے واسطے خرید کر سلسلہ کے حوالے کر دی۔ اور گولیمار کی مسجد کے ساتھ ایک ہال خرید کر مسجد کے ساتھ شامل ہونے کے لئے ہمارے نام سے وقف کر دیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے بارہ سیٹ ہمارے اور اپنی اولاد کے لئے خرید کئے اور 13 سیٹ کتب ہائے مذکورہ کے غیر ممالک کے واسطے خرید کئے۔ وہ ہر چندہ میں خدا کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ مشرقی پاکستان والد کو جماعتی دورہ پر جانے کے تمام اخراجات برداشت کئے جس سے وہاں جماعتوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دُعاؤں سے انہوں نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی مگر ساتھ ساتھ بفضلِ تعالیٰ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی ملحوظ خاطر رکھی۔ چنانچہ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید جو حج بیت اللہ میں مسعود خورشید صاحب کے ہمسفر رہے نے مولوی قدرت اللہ صاحب کو ایک خط میں لکھا: ’’علاوہ ازیں مجھے ذاتی طور پر 1960ء میں حج بیت اللہ شریف کے ایام میں آپ کے صاحبزادے مکرمی مخدومی چوہدری مسعود احمد خورشید کے ذریعہ جو سہولتیں میسر آئیں وہ بھی میں آپ ہی کی برکات کا حصہ سمجھتا ہوں۔ یہ آپ کے پیدا کردہ ایمان پرور ماحول کا نتیجہ ہے کہ جس نے برادرم محترم خورشید صاحب کو نوجوانی کے عالم میں آسودہ حالی کے باوجود اس قدر متواضع اور منکسر المزاج اور دین دار طبیعت بخشی ہے کہ خدا تعالیٰ یاد آ جاتا ہے کیونکہ اُس کے پاک مسیح کی قوتِ قدسیہ کی تاثیر نسل در نسل دیکھ کر دل بے اختیار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم پکار اُٹھتا ہے......‘‘۔ (ضمیمہ تجلّیٔ قدرت صفحہ 77)

31/دسمبر 1969ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے گرنے پر حادثہ میں شدید زخمی ہوئے۔ حالت نازک تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اُسی وقت اطلاع ملنے پر فضلِ عمر ہسپتال تشریف لائے اور فرمایا: ’’آپ خدا تعالیٰ کے لئے ربوہ آئے تھے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے گا اور آپ اپنے پاؤں سے چل کر آئیں گے۔‘‘ حضور انور نے وہیں حاضرین کی موجودگی میں دُعا کروائی اور لاہور لے جانے کے لئے اور علاج کے متعلق ہدایات عطا فرمائیں۔

خلیفۂ وقت کی دُعاؤں کی قبولیت کا معجزہ ہم 41 سال تک اس طرح دیکھتے رہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک پاؤں اس حادثہ میں ضائع ہونے کے باوجود ’’آپ اپنے پاؤں سے چل کر آئیں گے۔‘‘ ایسی الٰہی بشارت خلیفۂ وقت کی طرف سے عطا ہوئی کہ شائد ہی کوئی جلسہ سالانہ ایسا ہو جس میں وہ شامل نہ ہو سکے ہوں۔ پاکستان کے جلسوں میں جاتے رہے۔ پھر لنڈن میں اور امریکہ، کینیڈا، قادیان میں جلسوں میں شریک ہوئے۔ جلسہ سالانہ قادیان 1980ء میں تقریر کی سعادت نہ صرف اُنہیں بلکہ اُن کے چھوٹے بھائی داؤد احمد صاحب گلزار کو بھی حاصل ہوئی۔ اس میں بھی ایک رنگ میں 75 سال پہلے کی ایک بشارت پوری ہوئی۔ یہاں ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتی ہوں۔ تجلّیٔ قدرت میں مولوی قدرت اللہ سنوریؓ اپنے والد صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد آپ کی دُعاؤں اور عبادات کا رنگ بالکل بدل گیا تھا۔ اس سوز اور رقت کے ساتھ دُعائیں کرتے تھے کہ لوگ سن کر خیال کرتے کہ ان کا ایک ہی بیٹا تھا شاید وہ فوت ہو گیا۔ (صفحہ 22) آگے صفحہ 261 پر لکھتے ہیں: والد صاحب کو 1904ء میں طاعون ہوئی۔ ایسا سخت حملہ تھا کہ مجھے شک تھا کہ فوت ہو جائیں گے مگر اس حالت میں والد صاحب نے بتایا کہ مَیں فوت نہیں ہوں گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ تم قدرت اللہ کے دو بیٹے دیکھ کر وفات پاؤ گے۔ چنانچہ جب 1923ء میں مسعود احمد پیدا ہوا اور 1925ء میں داؤد احمد پیدا ہوا تو والد صاحب نے اُن کی پیدائش پر فرمایا کہ یہ دو لڑکے ہیں جو مَیں نے کہے تھے اور فرمایا مسعود احمد کے ساتھ داؤد احمد کو چلتے پھرتے دیکھا تھا۔ چنانچہ 1937ء میں والد صاحب سنور میں فوت ہوئے اور نعش مبارک بذریعہ لاری قادیان پہنچائی گئی اور آپ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے‘‘۔

خدا تعالیٰ کی شان اور اپنے عبادت گزار بندوں سے پیار سے کئے ہوئے وعدے اور بشارات کیسے کیسے نظارے دکھاتی تھیں۔ یہ وہ اصحاب تھے جنہیں یہ روحانی بلندیاں مسیح پاک علیہ السلام کی قوتِ قدسی سے عطا ہوئیں کہ نہ صرف اس میں جسمانی احیاء کی طرف اشارہ تھا بلکہ روحانی ترقی کی طرف بھی اُنکا اکٹھا چلنا پھرنا انہیں دکھایا گیا۔ فَالحمد للہ علیٰ ذٰلِک۔

پاکستان میں مسعود احمد خورشید صاحب بفضلِ تعالیٰ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاسوں میں سال بسال منتخب نمائندہ کی حیثیت سے ربوہ جا کر شرکت کی توفیق پاتے رہے۔ جماعتی تقاریب اور نمازِ جمعہ میں شمولیت نہایت اہتمام اور باقاعدگی سے کرتے تھے۔ حج بیت اللہ کی سعادت دو مرتبہ نصیب ہوئی۔ 1960ء میں شیخ مبارک احمد صاحب، چوہدری شبیر احمد صاحب کی معیت حاصل رہی 1961ء میں اپنی اہلیہ ناصرہ بیگم کے ہمراہ دونوں کو سعادتِ حج نصیب ہوئی۔ اُس زمانے میں کوئی Guide book ملنی آسان نہیں تھی انہوں نے حج بیت اللہ شریف کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ اس میں فلسفۂ حج میں حضرت مصلح موعودؓ کی بیان فرمودہ تفسیر کبیر میں سے حج کا فلسفہ پیش کیا اور دیگر مناسکِ حج کی تفصیل لکھی۔ ایک ہزار کی تعداد میں چھپوا کر جماعت میں یہ کتاب تقسیم کی جس سے بہت سے حج کرنے والوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

1951ء میں کراچی منتقل ہوئے۔ ایران ٹریڈنگ سنٹر کے نام سے کھوری گارڈن میں دفتر کھولا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایران اور مشرقی پاکستان کے درمیان درآمدات اور برآمدات کا کاروبار بہت فائدہ مند رہا۔ تقریباً 15 سال مشرقی پاکستان کے خودمختار ہونے اور ایرانی تجارتی حالات بدلنے تک نہایت منافع سے یہ کاروبار چلتا رہا۔ ڈرائی فروٹ اور jute goods اور کاغذ کی تجارت۔

مسعود خورشید صاحب مع فیملی چھ سال ناظم آباد کے علاقہ میں رہے جس کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی کے علاقہ میں خوبصورت وسیع مکان بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ مکان ’’ہل پارک‘‘ کے قریب بنا۔ 1990ء تک یہاں رہائش رکھی مستقلاً یہ گھر، اُس کے ہال کمرے، باغیچہ جماعتی تقریبات کے لئے سنٹر کا کام دیتے رہے۔ سالہا سال باقاعدگی سے پورا رمضان المبارک روزانہ جماعت کے علماء کرام درسِ قرآن دیتے رہے۔ درسِ قرآن کے علاوہ یہ گھر نماز سنٹر بھی رہا۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی زندگی میں (1968ء تک) مولوی صاحب ہر سال چند ماہ یہاں قیام فرما ہوتے تو فجر اور مغرب کی نمازوں کے لئے احباب و خواتین جمع ہوتے تو وہ امامت کرواتے۔ ہمیشہ ہر کام میں خدا کی رضا کی جستجو میں رہتے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پاکیزہ فقرے ہمیشہ نمایاں لکھ کر سامنے رکھتے: ’’خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

کے ساتھ۔ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اُس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں۔‘‘

بہت لمبے عرصہ تک مسعود خورشید صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے سیکرٹری خدمتِ خلق کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔ جماعت کے بہت سے لوگوں کو ملازمتیں دلوائیں۔ کاروبار شروع کرنے میں مدد دی، بنیادی تربیت اپنے دفتر میں دلوائی تا کہ بہتر ملازمت کرسکیں۔ غریبوں۔ یتیموں۔ بیواؤں کی تمام عمر مدد کرتے رہے۔ باقاعدہ وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے۔ بعض کو باقاعدگی سے اور بعض کو سال میں خاص موقعوں یعنی عیدین وغیرہ پر بھیجتے تھے۔ جماعت کے عہدیداران اور خاص طور پر مربیان کی بے حد عزت کرتے اور ان کی خدمت کرنے میں بے حد خوشی محسوس کرتے۔ بہت سے مبلغین جب بیرونی مما لک جاتے آتے کراچی میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ اور بحری اڈہ ہونے کی وجہ سے کراچی قیام کرتے تو ان کا گھر ہمیشہ انہیں ٹھہرانے ، ان کے کاغذات تیار کروانے ، سفر کی تیاریاں کروانے ، حج بیت اللہ کے لئے عازمِ سفر مسافروں کو ٹھہرانے ، کار اور ڈرائیور کی سہولتیں دینے کی توفیق پائی۔

1991ء میں جبکہ خلیفۂ وقت ہجرت کر کے لندن تشریف لے جا چکے تھے اور جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی وہیں ہوتا، ہر سال شرکت کی کوشش کرتے۔ چاروں بیٹے بھی چونکہ بیرونِ ملک مُنتقل ہو گئے تھے ۔ برطانیہ تو اُس وقت رہائش کے لئے لوگوں کو زیادہ سہولت نہیں دے رہا تھا مگر امریکہ سے بیٹے نے کہا تو وہاں مستقل رہائش کی سہولت مل گئی تو مستقل رہائش امریکہ میں رکھی اور اکثر سال جلسہ سالانہ پر شرکت کے لئے اپنی یاداشتوں میں نوٹ کیا ہے کہ الحمد للہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب پڑھنے کی توفیق ملی ہے۔ تفسیر کبیر کا مطالعہ بھی باقاعدگی سے کرتے اور اِن تمام کتب کے حاشیہ اور اطراف میں اپنی یاددہانی کے لئے نکات اور حوالہ جات درج کرتے جاتے تھے۔ اپنے ربِّ کریم اور اُس کے پاک کلام قرآن کریم سے شدید محبت رکھتے تھے۔ روزانہ جس قدر توفیق ملتی گھنٹوں کے حساب سے نوافل اور تلاوتِ قرآن کرتے۔ قرآنِ کریم کا ذاتی نسخہ ، جس پر جا بجا حاشیوں میں اور مزید کاغذ لگا کر نشان لگائے ہیں کہ کن نکات پر رُک کر غور کرو اور حضرت مسیحِ موعودؑ، مصلح موعودؓ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد فرمودہ تفاسیر کے حوالے درج کئے ہیں۔ وفات سے پہلے اپنی ایک عزیزہ سے کہا کہ میرے بعد اس کو اپنے ساتھ لے جانا اور پڑھنا اور پڑھانا۔ محبوب کبریا، سرورِ کونین حضرت محمدؐ سے شدید محبت رکھتے تھے اور درّثمین فارسی کے نعتیہ اشعار اکثر پڑھتے رہتے۔ یہ محبت انہیں آنحضورؐ کے غلامِ صادق، اور عشّاق کے سردار امام الزماں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام اور تحریرات پڑھ کر حاصل ہوئی۔ اکثر سجدوں میں بلک بلک کر دُعا کرتے سُنائی دیتے: یا ربّ اصلح اُمّتَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اور اُنظر اِلیَّ برحمتِ و تحنن یا سیّدی انا احقر العلمان ہچکیاں لے لے کر روتے اور حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں التجا کرتے سنائی دیتے۔ رحم کُن بر خلق اے جان آفریں!

خاکسارہ کو درّثمین فارسی کے کچھ اشعار سبقاً پڑھائے اور اُن کی گہری تفسیر اور مطالب نہایت درد سے بیان کئے۔ آنحضورؐ کی سیرت پر اپنا ایک مضمون جو اُنہوں نے انصار اللہ کے ایک علمی مقابلے کے لئے لکھا تھا اور جسے اوّل انعام دو ہزار روپے بھی عطا ہوئے تھے اور رسالہ انصار اللہ میں چھپ چکا تھا اکتوبر 1977ء میں کینیڈا گزٹ نے اسے دوبارہ شائع کیا تھا اُسے انہوں سے سیرتِ طیبہ کے عنوان سے چھوٹی سی کتاب کی صورت میں چھپوا دیا تھا۔ وہ جماعت کے احباب میں اور غیر از جماعت جاننے والوں کو تقسیم کرواتے رہے۔

حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ایک ہزار مزید قادیان سے چھپوانے کی درخواست کر دی کہ مَیں اخراجات پیش کر رہا ہوں۔ کتاب کو بلا معاوضہ جہاں ضرورت ہو تقسیم کر دیا جائے۔ وفات سے قبل انہیں یہ خبر ملی کہ کتاب پرنٹنگ کے لئے جا چکی ہے۔ یہ جوش اور ولولہ صرف اپنی کتاب کے لئے نہیں تھا۔ قرآنِ کریم کے تراجم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور دیگر جماعتی کتب اکثر بڑی تعداد میں خرید کر تقسیم کرتے رہتے تھے۔ مکرم کریم اللہ زیروی صاحب کی کتاب Welcome to Ahmadiyyat بھی بہت تعداد میں خرید کر بھجواتے رہے۔ اب کتاب Holy Prophet of Islam کی طباعت پر بہت خوش ہوئے کہ آنحضورؐ کی سیرت پر مکرم کریم اللہ زیروی صاحب نے انگریزی میں کتاب لکھی ہے اور حضورِ انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دستِ مبارک سے کتاب کا Forward تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ وفات سے چند ہفتہ قبل تک کتابیں منگوا کر ملکوں ملک بھجواتے رہے اور جماعت میں بہت سے احباب کو فون کر کے خاص طور پر کتاب کو حاصل کرنے ، اس سے استفادہ کرنے اور پھیلانے کی طرف اصرار کے ساتھ توجہ دلاتے ۔ کتاب کا تعارفی پرچہ کمپیوٹر پر ٹائپ کر کے ملنے کے پتہ کے ساتھ تقسیم کرتے رہے۔ اپنی ذات پر تو سوائے اشد انسانی ضروریات کے خرچ کرنا پسند نہیں کرتے تھے مگر اسلامی تعلیمات کے پھیلانے کے لئے نہایت دریا دل تھے۔ کوئی خرچ مانع نہیں ہوتا تھا۔ لکھائی نہایت خوشخط تھی۔ لکھنے کا بہت ملکہ عطا ہوا تھا۔ مضامین اور خطوط نہایت خوبصورت لکھتے تھے۔ خط و کتابت کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ 70 سال کی عمر میں کمپیوٹر کا استعمال سیکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دفتر میں جو ٹائپ کی مشق کی تھی اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کمپیوٹر کا استعمال نہایت مہارت سے کرتے ، دوسروں کو بھی سیکھنے کی ترغیب دیتے اور سمجھاتے کہ اِذَ الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر 81) کی روشنی میں دیکھو کہ یہ ایجادات اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے وجود میں آئی ہیں۔ ذکر کرتے کہ مجھے تو ٹیلیفون استعمال کرنا حضرت مصلح موعودؓ نے خود سکھایا تھا۔ اُس سے پہلے مَیں نے کبھی ٹیلیفون ہاتھ میں پکڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

اپنے سب ذاتی کام خود کرتے۔ کپڑوں پر استری کے لئے کبھی کسی کو تکلیف نہ دیتے۔ جوتی خود ہی پالش کرتے۔ اپنی پلیٹ کھانا کھانے کے بعد ہمیشہ خود اٹھا کر لے جاتے اور دھو کر رکھتے۔ یہ اُس وقت بھی اپنی پکی عادت رکھی ہوئی تھی جب گھر میں نوکروں کی چہل پہل تھی ، گھر میں بیوی ، بیٹیاں، بیٹے ، بہوئیں، پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں محبت اور ادب سے خدمت کرنے کے لئے تیار موجود ہوتے۔ قرآنِ کریم پڑھنے پڑھانے کا کام اکثر جاری ہوتا، نماز با جماعت کی بے انتہا پابندی کرتے۔ جب بھی پوچھا جاتا کہ نماز پہلے پڑھنی ہے یا کھانا ؟ تو ہمیشہ اُن کا جواب ہوتا ’’ نماز پہلے‘‘۔ شاید یہی وجہ ہے اُن کی وفات سے چند روز پہلے اُن کی ایک عزیزہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تشریف لائے ہیں اور بچوں کو نماز کی ہدایت دی اور مسعود خورشید صاحب کو اپنی کار میں ساتھ بٹھا کر تشریف لے گئے۔

امریکہ میں تقریباً 17 سال قیام پذیر رہے۔ فلوریڈا اور ایٹلانٹا کی جماعتیں گواہ ہیں جہاں یہ وقت گزرا کہ ہمہ وقت احبابِ جماعت کی تعلیم تربیت ۔ آپس میں محبت اور ملنساری کے جذبات ، خدمتِ دین کے لئے نہایت جوش و خروش اور جوانمردی کے ساتھ مصروفِ عمل رہے۔ تمام چندے حصہ وصیّت سمیت سال کے شروع میں باقاعدگی سے ادا کر دیتے۔ حسنِ کارکردگی کے award کئی سال ملتے رہے۔ 2004ء میں انہیں long service award کا بھی حقدار ٹھہرایا گیا تھا۔ اور 2008ء اور 2009ء دونوں سالوں میں مجلس انصار اللہ امریکہ کے meritorios service in finance award بھی (چندہ جات کی وصولی اجتماع سے پہلے سو فیصد جمع کروانے پر) مسعود خورشید سنوری صاحب نے حاصل کئے تھے۔ فلوریڈا رہتے ہوئے بھی اُنکو مختلف award ملتے رہے جس میں تعلیمی پرچے سب سے زیادہ حل کر کے بھجوانے پر میامی جماعت کو جو انعام ملا اُس پر اُن کا نام لکھ کر بھجوایا گیا۔ مسعود خورشید صاحب کو بفضلہٖ تعالیٰ چار خلافتوں کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا۔ خلافت سے دلی محبت عقیدت اور خادمانہ تعلق تھا۔ ہر اہم کام شروع کرتے وقت خلیفہء وقت سے دُعا کے لئے عرض کرنے کے بعد کام شروع کرتے۔ ہر خوشی غمی کی اطلاع کرتے۔ بچوں کو بھی ہمیشہ خلیفہء وقت سے محبّانہ اور خادمانہ تعلق رکھنے کی نصیحت کرتے اور خلافت کی برکات سمجھاتے رہتے ۔ سالہا سال روزانہ ایک خط درخواستِ دُعا کا لکھا کرتے تھے۔ گذشتہ چند سال میں خط ہفتہ وار ہر جمعہ کو حضور کی خدمت میں لکھتے تھے۔ اسکے علاوہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو زیادہ مرتبہ بھی لکھ دیتے۔ حضور کی طرف سے جواب ملنے پر بے حد خوشی کا اظہار کرتے۔ بفضلِ تعالیٰ انہیں جماعت اور خلافت کے صد سالہ جوبلی جلسوں میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ سخت سے سخت حالات میں بھی ہمیشہ سکون اور تحمل کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ خوش مزاجی اور مسکراہٹ برقرار رہتی۔ مزاحیہ گفتگو بھی کرتے۔ چھوٹے بچوں سے اُن کی عمر کے مطابق کھیل بھی لیتے۔ ٹانگ ضائع ہونے سے 41 سال درد اور بے چینی کی تکلیف برداشت کی مگر کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔ ہر حال میں کہتے الحمدللّٰہ علٰی کُلّ حال۔ محل جیسے گھر کو چھوڑ کر امریکہ میں چھوٹے گھروں میں رہتے ہوئے بڑھاپے میں بہت سے کام نہایت خوش دلی سے ہاتھ سے کرتے۔ کبھی کسی افسوس یا اداسی کا سایہ بھی پاس نہ آنے دیتے۔ اپنے والدین کی طرف سے وقتاً فوقتاً مدات میں رقوم بھجواتے۔ لجنہ ہال ربوہ میں تعمیر ہونے لگا تو سنوری فیملی کے عزیزوں کو توجہ دلائی اور رحیمن بی بی صاحبہؓ اور اختر النساء صاحبہ کی طرف سے اپنے بچوں کو شامل کر کے وفات یافتہ بیوی ناصرہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ایک ایک لاکھ روپیہ بھجوایا۔ یہ وہ ہال ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے از راہ شفقت سرائے مسرور کا نام عطا فرمایا ہے۔ کراچی کی لجنات نے کتاب المحسنات احمدی خواتین کی خدمات کے بارے میں تیار کی تو فوراً اپنے بچوں کو توجہ دلائی کہ اپنی امی کی طرف سے اس کی طباعت کا خرچ بھجوادو تا کہ جہاں عورتوں کو اس کا فائدہ پہنچے تمہاری امی جو ساری عمر لجنہ کی سرگرم ممبر رہیں وہ اس ثواب میں بھی شامل رہیں۔ چنانچہ طباعت کی رقم بھجوادی۔

ماہِ رمضان المبارک کے وسط میں 25/اگست 2010ء کو دل کا حملہ ہوا۔ اُس وقت تک گھر میں چلتے پھرتے ، عبادات بجا لاتے، گھنٹوں قرآن کریم کی تلاوت سنتے ، اکثر تو خود بھی قرآن کھولا ہوتا اور ساتھ ساتھ پڑھتے۔ دل کے حملے کے بعد ہسپتال داخل ہوئے۔ ڈاکٹروں نے دل کی حالت کمزور بتائی۔ سب بچے اکٹھے ہو گئے۔ مکمل ہوش اور یادداشت کے ساتھ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز - کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

فرینکفرٹ سے لندن واپسی

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط دسویں و آخری

جرمنی سے روانگی اور لندن میں ورودِ مسعود

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق فرینکفرٹ (جرمنی) سے لندن (برطانیہ) کے لئے روانگی تھی۔ فرینکفرٹ ریجن اور اردگرد کی جماعتوں سے احباب جماعت مرد وخواتین اور بوڑھے، بچے ایک بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی بیت السبوح کے احاطہ میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔

صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ ہلاتے ہوئے اور تمام احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی۔

بعدازاں قافلہ اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ دونوں اطراف میں کھڑے احباب مرد وخواتین مسلسل اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے اور محبوب آقا کو الوداع کہہ رہے تھے۔ بعضوں کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے تھے۔ جدائی کے یہ لمحات ان عشاق کے لئے بہت گراں تھے۔

فرینکفرٹ سے فرانس کی بندرگاہ کیلئے (Calais) تک کا سفر 600 کلومیٹر ہے۔ راستہ میں ملک بلجیم سے گزرنا پڑتا ہے۔ جرمنی میں 280 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد ملک بلجیم میں داخل ہوئے اور بلجیم میں مزید 160 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد قریباً پونے دو بجے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق موٹر وے پر Carestel ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کے لئے قافلہ رکا۔ جماعت جرمنی سے خدام کی ایک ٹیم صبح سے ہی کھانے اور نمازوں کی ادائیگی کے انتظامات کے لئے اس جگہ پہنچی ہوئی تھی اور قافلہ کی آمد سے قبل تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ریسٹورنٹ سے باہر ایک کھلے لان میں نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

یہاں آگے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت جرمنی سے الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

مکرم امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج صاحب جرمنی، جنرل سیکرٹری صاحب، یحیٰ صاحب، مکرم عبداللہ سپراء صاحب اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے اپنے خدام کی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

بعدازاں دو بج کر چالیس منٹ پر یہاں سے فرانس کی بندرگاہ Calais کی طرف سفر جاری رہا اور ملک بلجیم میں مزید 95 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد بلجیم کا بارڈر عبور کرکے ملک فرانس میں داخل ہوئے۔ یہاں سے Calais کا فاصلہ 95 کلومیٹر ہے۔

پانچ بجے قافلہ Calais کی پورٹ پر پہنچا۔ جرمنی سے ساتھ آنے والے احباب اور خدام کی سیکورٹی ٹیم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو Calais پورٹ تک چھوڑنے اور رخصت کرنے اور الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ ہی رہی۔ اور حضور انور کو یہاں سے لندن کے لئے رخصت کرکے واپس فرینکفرٹ (جرمنی) کے لئے روانہ ہوئے۔

پاسپورٹ امیگریشن اور دیگر سفری دستاویزات کی کلیئرنس کے بعد قافلہ کی گاڑیاں مخصوص پارکنگ ایریا میں رکیں۔ فیری کی روانگی میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ڈاکٹر عبدالمومن جدران صاحب سے گفتگو فرمائی۔ بعدازاں حضور انور ناصر امینی صاحب کی گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور گاڑی کے بارہ میں بعض امور اور اس میں نصب مختلف Systems کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی گاڑی میں تشریف لے گئے اور قافلہ کی چھ گاڑیاں P & O Ferries میں داخل ہوئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے اتر کر فرسٹ کلاس لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

فیری اپنے وقت پر سوا چھ بجے Calais سے برطانیہ کی پورٹ Dover کے لئے روانہ ہوئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ سفر کے بعد برطانیہ کے مقامی وقت کے مطابق پونے سات بجے شام Dover پہنچی۔ (برطانیہ کا وقت فرانس کے وقت سے ایک گھنٹہ پیچھے ہے)۔

Dover پورٹ پر مکرم امیر صاحب UK، مبلغ انچارج صاحب UK، صدر صاحب خدام الاحمدیہ UK اور بعض دیگر مرکزی اور جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

یہاں سے سات بجے لندن کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ساڑھے آٹھ بجے مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا جہاں احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد نے اپنے پیارے آقا کو اھلاً وسہلاً ومرحبا کہا۔ بچیاں گروپس کی صورت میں استقبالیہ گیت پڑھ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان بچیوں کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے لئے کھڑے رہے۔ مرد حضرات ایک علیحدہ حصہ میں صف آراء تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت مرد احباب کی طرف بھی تشریف لے گئے اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بقیہ: مسعود احمد صاحب خورشید سنوری از صفحہ 9

نہایت حوصلے سے سب سے باتیں کیں۔ جب ڈاکٹروں نے اُن کے سامنے کہہ دیا کہ دل کے muscle بہت کمزور ہیں اور اب چند گھنٹے یا چند ہفتے ہی زندگی کا نظام چل سکے گا تو بچے رنجیدہ ہوگئے، سب کو نہایت حوصلے سے صبر کی تلقین کی۔ ایک ایک کو قریب بلا کر پیار کیا اور کہا: بیٹا! رنج نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ تو تقدیرِ الٰہی ہے۔ آخر میرا وقت آنا تھا۔ حوصلہ رکھو! مَیں تم سب سے بہت خوش ہوں سب سے زیادہ قمر احمد (چھوٹے داماد) سے خوش ہوں کیونکہ وہ بفضلِ تعالیٰ دن رات تبلیغ کرتے ہیں۔ بس میری یہ بات یاد رکھنا کہ ہر کام میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ نماز اور قرآن پڑھنے کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ خلیفۂ وقت سے ہمیشہ خادمانہ تعلق رکھنا اور جماعت کے کام کرتے رہنا۔ ایک دوسرے سے ہمیشہ مل کر رہنا۔ یاد رکھنا کہ تم سب مولوی قدرت اللہ سنوریؓ اور رحیمن بی بی صاحبہؓ کی اولاد ہو۔ روزِ قیامت اُنہیں یا ہمیں تمہاری طرف سے کوئی شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔

پھر کہا مَیں نے اپنے حالاتِ زندگی لکھ دیئے ہیں، حامدہ انہیں مکمل کرے۔ آخر میں کہا کہ حضرت امیر المؤمنین کو سلام عرض کرنا اور میری مغفرت کی دُعا اور نمازِ جنازہ پڑھانے کی درخواست نہایت ادب سے کردینا۔ اس کے بعد ایک ہفتہ گھر پر اور دو ہفتے Hospice میں رہے۔ زیادہ تر وقت دعاؤں میں گزارا۔ جو کوئی پاس تلاوت کررہا ہوتا اُس کے ساتھ الفاظ زیرِ لب دہراتے رہتے۔

مکرم مسعود احمد خورشید صاحب اور محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے گیارہ بچوں سے نوازا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 44 نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں، پڑنواسے پڑنواسیاں اور پڑپوتیاں یادگار ہیں۔ سب بچے اپنے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

23 ستمبر 2010ء بروز جمعرات 87 سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کرکے اپنے مولائے حقیقی کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ہفتہ کے روز جنازہ مسجد بیت الرحمان واشنگٹن پہنچا جہاں بعد نمازِ ظہر محترم نسیم مہدی صاحب مشنری انچارج جماعتہائے امریکہ نے مسعود خورشید صاحب کا مختصر تعارف بیان کرنے کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی جس کے بعد احمدیہ قبرستان Meryland کے قطعہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم نسیم مہدی صاحب نے دُعا کروائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 12 نومبر 2010ء کو نماز جمعہ کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ غائب دوسرے مرحومین کے ساتھ پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ میں اور آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا۔

''اس کے علاوہ ایک اَور جنازہ ہے۔ ان کا بھی جنازہ غائب ابھی ادا ہوگا۔ تیسرا جنازہ غائب مکرم مسعود احمد خورشید سنوری صاحب کا ہے۔ ان کی وفات کو دو مہینے گزر گئے ہیں۔ یہ بھی مختلف حیثیتوں سے خاص طور پر کراچی میں جماعت کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور امریکہ میں بھی۔ ان کی بچیاں بھی جماعت کی یہاں خدمات انجام دے رہی ہیں اور ان کی آگے اولادیں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند کرے''۔

آپ کے پسماندگان میں: 1. مکرم حمید انور صاحب لندن، 2. مکرم منیر احمد خورشید صاحب کینیڈا، 3. مکرم کریم احمد صاحب پورٹ لینڈ امریکہ، 4. مکرم مجید احمد سنوری صاحب ورجینیا امریکہ، 5. محترمہ صادقہ کرامت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری کرامت صاحب لندن۔ 6. محترمہ مبارکہ وسیم صاحبہ اہلیہ محمد وسیم صاحب اٹلانٹا، 7. محترمہ حامدہ سنوری فاروقی صاحبہ اہلیہ مکرم شجر احمد فاروقی صاحب لندن، 8. محترمہ نصیرہ قمر صاحبہ اہلیہ مکرم قمر احمد صاحب کراچی شامل ہیں۔

تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم مسعود احمد خورشید صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے پسماندگان وعزیزان کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ☆

جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں اغیار کی نظر میں

ایثار و قربانی کا اعتراف

اَلْمِنْبر 2مارچ 1956 کے پرچہ میں لکھتا ہے:

قادیانیوں نے گزشتہ پچاس سال میں اندرون اور بیرون ملک اپنی قومی زندگیوں کو قائم رکھنے اور قادیانی تحریک کو عام کرنے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی ہے اس کا یہ پہلو نمایاں ہے کہ انہوں نے اس کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے۔ ملک میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہون نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیوی نقصانات برداشت کئے۔ اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں۔ ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اس سراب کو حقیقت سمجھ کر اس کے لئے جان و مال اور دنیوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی۔ تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب کی یہ واحد جماعت تھی جس کے سرکاری خزانہ میں اپنے معتقدین کے لاکھوں روپے جمع تھے اور جب یہاں مہاجرین کی اکثریت بے سہارا ہو کر آئی تو قادیانیوں کا یہ سرمایہ جوں کا توں محفوظ ہو چکا تھا اور اس سے ہزاروں قادیانی بغیر کسی کاوش کے از سرِ نَو بحال ہو گئے۔ پھر یہ موجوع بھی مستحق توجہ ہے کہ یہ وہ واحد جماعت ہے جس کے 313 افراد تقسیم کے بعد سے آج تک قادیان میں موجود ہیں اور وہاں اپنے مشن کے لئے کوشاں بھی ہیں اور منظّم بھی ...... قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ ......نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے اس سلسلہ میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ بھارت، کشمیر، انڈونیشیا، اسرائیل، جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، برطانیہ، دمشق، نائیجیریا، افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام قادیانی جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں اور ان کے بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپوں کی جائیدادیں ''صدر انجمن احمدیہ ربوہ'' اور ''صدر انجمن احمدیہ قادیان'' کے نام وقف کر رکھی ہیں۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 535)

تحریک جدید جس کا آغاز 1934ء میں اس سے ہوا تھا کہ مرزا محمود نے ساڑھے ستائیس ہزار روپے (تقریباً 9 ہزار روپے سالانہ) کا مطالبہ جماعت سے کیا تھا اس کے جواب میں قادیانی امت نے تین سال کے عرصے میں تین لاکھ ترپن ہزار روپے پیش کئے۔ ابتداء میں یہ تحریک دس سال کے لئے تھی۔ 1944ء میں مزید نو سال کے لئے اس تحریک کو وسیع کر دیا گیا لیکن 1953 میں جب ''اینٹی قادیانی تحریک'' کا دور بیت چکا تو مرزا محمود نے نئے ولولوں کے ساتھ اعلان کیا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تحریک جدید کو اس وقت جاری رکھوں گا جب تک تمہارا سانس قائم ہے۔ (المصلح 11 نومبر 1953) چنانچہ اس تحریک کا گزشتہ سال کا بجٹ اڑتیس لاکھ روپے سے بھی زائد ہے۔ اس تحریک میں چندہ دینے والوں کی تعداد بائیس ہزار کے قریب ہے جو مستقل سالانہ چندہ ادا کرتے ہیں اور خواہ کتنے ہنگامی اور وقتی چندے انہیں دینا پڑیں تحریک جدید کا چندہ اس سے متاثر نہیں ہوتا

(المنبر فیصل آباد 11/اگست 1967ء صفحہ 8)

اردو کو فروغ دیجئے

اس تعلیمی سال سے تمام پرائمری تا کالج سطح تک ایک مضمون اُردو پڑھانے کا انتظام کیجئے اس سے اُردو ہر جگہ فروغ پائے گی۔ اپنے محلوں میں لائبریریوں کا قیام عمل میں لائیں۔ مقابلہ نمبر ۱۵۷ کے انعام یافتہ کا نام ڈاکٹر شمس الدین بامی مرزاپور یوپی مقابلہ نمبر ۱۶۱ کے انعام یافتہ کا نام محمد جابر انصاری مرول ناکہ ممبئی ۱۶۲ کا سوال آپ کے اپنے محلے کے اسکول میں اُردو پڑھائی جاتی ہے یا نہیں؟ ۱۶۳ کا سوال۔ آپ کے اپنے گھر میں کون سے اُردو اخبارات خرید لے جاتے ہیں؟ حصہ لینے کی شرائط دو پوسٹ کارڈ پر جواب لکھئے۔ ہمارا پتہ اُردو میں لکھئے کس اخبار میں اس اعلان کو پڑھا نام لکھئے۔ خطوط ملنے کی آخری تاریخ ۳۱ مارچ ہے۔ اس مقابلے کے اسپانسر محمد سلیم ٹیٹا گڑھ کلکتہ ہیں اس تحریک کو جاری رکھنے کیلئے اُردو کے چاہنے والے اسپانسر شپ لیں عطیہ صرف ایک سو روپے منی آرڈر کیجئے یا ایک سو روپے کے ڈاک ٹکٹ روانہ کیجئے۔ اردو کی ترقی و بقاء کا کام ہم نہ کریں تو کسی سے اُمید بھی نہ رکھیں ہر ریاست میں اُردو اکاڈمی قائم کیجئے اردو اداروں کا ساتھ دیجئے اردو ملاپ سوسائٹی کی شاخ اپنے مقام میں قائم کیجئے۔ ہمارا ساتھ دیجئے ہمارا ساتھ لیجئے۔ خطوط ملنے اور اُردو کیلئے مشورہ دینے کیلئے ہم سے رابطہ کریں۔

محمد سمیع اللہ خان بآزار اردو ملاپ سوسائٹی

انند پورم شیموگہ کرناٹک۔ رابطہ 09964123781, 09845345878

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار

جہاں ہم میاں محمود کے دشمن ہیں وہاں ہم اس کی تعریف بھی کرتے ہیں دیکھو اس نے اپنی جماعت کو جو کہ ہندوستان میں ایک تنکے کی مانند ہے کہا کہ مجھے ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ چاہئے جماعت نے ایک لاکھ دے دیا اس کے بعد گیارہ ہزار کا مطالبہ کیا تو اس سے دگنا تگنا دے دیا (الفضل 26 اپریل 1953ء صفحہ 4)

مسٹر ایم جے آغا جنجہ

مسٹر ایم جے آغا اپنی کتاب ''مذہبی تحریکات ہند'' میں لکھتے ہیں:

احمدی جماعت کے موجودہ سربراہ میاں محمود صاحب نے دیگر ممالک میں بھی مشن قائم کئے اور احمدی مخلصین نے غیر ممالک میں (دعوت الی اللہ) کے نام پر دل کھول کر مالی قربانیاں پیش کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت نے اپنی ......سرگرمیاں تیز تر کر دیں۔ چنانچہ گزشتہ پچاس کے عرصہ میں دنیا کے مختلف ممالک میں ان کے مشن عیسائی مبلغین کے مقابلے میں محدود ذرائع کے باوجود اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اہلسنت والجماعت کے لوگ سواد اعظم کی حیثیت سے پچاس کروڑ کی تعداد میں ہیں، وسیع ذرائع اور وسائل کے باوجود ان کے دل میں تبلیغ اسلام کا کبھی خیال نہیں آیا۔'' (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 146)

مولوی ظفر علی خان

مولوی ظفر علی خان صاحب نے 13 مارچ 1936ء کو مسجد خیر الدین امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔''

(ایک خوف ناک سازش مصنفہ مظہر علی اظہر صفحہ 196)

سید محمد علی مونگھیری

''ان کی سعی اور کوشش اس قدر ان تھک اور منظّم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے......ان کے پاس کوئی بینک نہیں، کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا محمود نے کہہ دیا کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لئے کچھ دے...... اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پاس بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہو گیا۔ ان کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔

یہ صرف چند اشارے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس وقت جو کچھ کر رہی ہے یا آئندہ کرے گی ہر ایک منظّم جماعت وہی کچھ بلکہ کچھ اس سے زیادہ کر کے دکھلا سکتی ہے...... نے قرون اولیٰ میں جس قدر کارنامے سرانجام دیئے ان کی پشت پر تنظیم و جماعت کی الٰہی قوت کارفرما تھی عظمت و وقار کا حقیقی راز ''ید اللہ فوق الجماعۃ'' کے فرمان نبویؐ میں مضمر تھا۔ افسوس کہ آج ''حق پرست''...... اس ''درس عظیم'' کو فراموش کر رہے ہیں۔''

(بحوالہ ''تأثرات قادیان'' مؤلفہ ملک فضل حسین صاحب طبع اول صفحہ 173)

کیا آپ نے کوئی کتاب لکھی ہے......؟

اگر آپ نے کبھی کوئی کتاب یا مقالہ لکھا ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔ ''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/اخبارات و رسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لیکر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔ درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

ضروری کوائف: ☆۔ کتاب کا نام ☆۔ مُرتبہ ☆۔ مترجم کا نام ☆۔ ایڈیشن ☆۔ مقام اشاعت ☆۔ تاریخ اشاعت ☆۔ ناشر ☆۔ طابع ☆۔ تعداد صفحات۔ ☆۔ زبان ☆۔ موضوع:

برائے رابطہ فون نمبرز:۔ آفس 0092476214953۔ گھر۔ 0476214313
۔ موبائیل۔ 03344290902۔ فیکس: 0092476211943۔

ای میل: tahqeeq@gmail.com ayaz313@hotmail.com
tahqeeqj@yahoo.com

(انچارج ریسرچ سیل ربوہ)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ محبوب نگر حیدر آباد

مورخہ ۵ نومبر بعد نماز ظہر وعصر محترم سیٹھ محمد سہیل صاحب زونل امیر حیدر آباد کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔ جس میں محترم حامد اللہ غوری، محترم حافظ سید رسول نیاز صاحب مبلغ سلسلہ، محترم مولوی ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔

اس جلسہ میں حیدر آباد کے مختلف حلقوں سے ۱۵۰۰ احمدی اور ۸۰۰ غیر احمدی حضرات شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر ایک فری میڈیکل کیمپ بھی لگایا گیا جس میں ۱۵۰ سے زائد مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور دوائیاں تقسیم کی گئیں۔ جلسے کی کاروائی کو لوکل زبان کے پانچ اخبارات نے شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔ (شریف خان۔ سرکل انچارج محبوب نگر حیدر آباد)

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ سکندر آباد

مورخہ ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو احمدیہ مسجد نور میں مکرم محمد عبد اللہ بدر صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ پہلی تقریر عزیزہ عطیۃ الرحیم انعم نے کی۔ دوسری تقریر خاکسار نے آنحضرت ﷺ مذہبی رواداری کے آئینہ میں کے عنوان سے کی۔ بعد ازاں مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے آنحضرت ﷺ کی عبادات کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ اس صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسے کا اختتام ہوا۔ (حافظ سید رسول نیاز۔ مبلغ سلسلہ سکندر آباد)

بلاری میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۱۱ خاکسار نور النساء صدر لجنہ اماء اللہ بلاری کرناٹک کے مکان پر خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی و تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ بعد دُعا جلسہ برخاست ہوا۔

(نور النساء صدر لجنہ اماء اللہ کرناٹک)

چنداپور سرکل آندھرا میں پانچ روزہ تربیتی کیمپ

مورخہ ۱۳/اکتوبر ۲۰۱۰ سے جماعت احمدیہ چنداپور میں خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے پانچ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ کا مار یڈی، چنداپور تاڑوائی، نظام آباد، شرم پلی کی کل پانچ جماعتوں کے ۱۹ اطفال بیس خدام اور ۵ انصار نے شرکت کی۔ اس کیمپ میں شاملین کو وضوء کے مسائل اور طریق نماز، دینی معلومات، معلومات عامہ، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، مسجد کے آداب، گھر کے آداب وغیرہ امور سکھائے گئے۔ مورخہ ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۰ء ایک مثالی وقار عمل کیا گیا۔ جس میں گاؤں کے کنوے کی صفائی کی گئی۔ مورخہ ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۰ کو علمی مقابلہ جات منعقد ہوئے جس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔ اختتامی تقریب میں صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد یہ کیمپ اپنے اختتام کو پہنچا۔

شولا پور میں تربیتی کیمپ کا انعقاد

مورخہ ۱۹ دسمبر ۲۰۱۰ء پٹھان بستی شولا پور مہاراشٹر میں ایک یک روزہ تربیتی کیمپ منعقد ہوا جس میں ۸۲ افراد نے شرکت کی۔ مورخہ ۲۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو گاؤں چنچولی میں یک روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوا۔ جس میں ۴ جماعتوں سے کل ۸۰/افراد نے شرکت کی۔ ان تربیت کلاسز میں ابتدائی دینی معلومات، قرآن مجید اور احمدیت کے متعلق سکھایا گیا۔ اللہ کے فضل سے یہ کیمپ بہت کامیاب ہوئے اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور ثمرات حسنہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (فضل رحیم خان۔ سرکل انچارج شولا پور)

رپورٹ ۳۵واں انٹرنیشنل بک فیئر کولکاتا

مورخہ ۲۶ جنوری تا ۶ فروری کولکاتا شہر میں منعقد ہونے والے انٹرنیشنل بک فیئر میں جماعت احمدیہ کو نمائندگی کی توفیق ملی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا یہ ۳۴واں سال ہے کہ انٹرنیشنل بک فیئر میں نمائندگی کی توفیق ملی۔ اس بار اس بک فیئر کا افتتاح مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ عزت مآب شری بدھو دیب بھٹہ چاریہ صاحب نے کیا اس بک اسٹال میں تقریباً بیس ہزار افراد تشریف لائے اور جماعت احمدیہ کی کتب دیکھیں۔

اس بک فیئر میں 565 افراد کو زبانی جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ 9720 فری لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ تاکہ انکو جماعتی معلومات فراہم کی گئیں۔

اسی طرح غیر مسلموں نے بھی بڑی تعداد میں جماعت احمدیہ کے ترجمہ شدہ قرآن کریم اور مختلف کتب (جیسے مذہب کے نام پر خون اسلامی اصول کی فلاسفی، لائف آف محمد وغیرہ خریدیں)

اس بک فیئر میں مختلف اقوام کے لوگوں نے قریباً 90 قرآن کریم خریدے۔ قابل ذکر ہے کہ اس دفعہ پہلی بار اس انٹرنیشنل بک فیئر میں جماعت احمدیہ کو U.B.I Aditorium بک فیئر میں تقریری پروگرام کرنے کا موقع ملا۔ اور اس پروگرام میں جناب سابق امیر مسٹر مشرق علی صاحب نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور جہاد کے موضوع پر بنگلہ زبان میں تقریر کی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں بک فیئر میں آئے ہوئے احباب و مستورات شامل ہوئے اس کے علاوہ مختلف اخبارات کے نمائندگان موجود تھے۔ اور تمام لوگوں نے اس تقریر کی تعریف کی اور خوش ہوئے اس موقع پر جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کے موقف کے بارے میں پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ اور اس موقع پر حاضرین میں جامعہ احمدیہ قادیان کے آخری کلاس کے طلباء کے علاوہ مکرم و محترم جناب طاہر احمد چیمہ صاحب مکرم جناب نور الدین صاحب مکرم نصیر الحق صاحب مکرم تبریز احمد صاب بھی موجود تھے۔ ۷ فروری کو اخبار روزنامہ راشٹریہ سہارا نے ہمارے بک اسٹال کا فوٹو شائع کر کے لکھا ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' کتاب میلے میں یہ پیغام بھی سب کی توجہ کا مرکز رہا۔ آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔ (ظہور الحق مبلغ سلسلہ کولکاتا)

نوشہرہ میں ایک تربیتی اجلاس

مورخہ 5.2.11 کو نماز مغرب وعشاء کے بعد سوال و جواب کی محفل منعقد ہوئی جس میں مختلف سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ مورخہ 6.2.11 کو پروگرام نماز تہجد سے ساتھ شروع ہوا۔ گیارہ بجے پروگرام کا اگلا سیشن شروع ہوا، جس کی صدارت محترم امیر صاحب نے فرمائی۔ تلاوت اور عہد وفائے خلافت کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ اور مکرم مولوی عبد الحفیظ صاحب مبلغ سلسلہ نے خلافت احمدیہ کی برکات اور تربیت اولاد کے موضوع پر تقاریر کیں۔ محترم امیر صاحب کے صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ یہ جلسہ 1.15 پر اختتام کو پہنچا۔ اس جلسہ میں مرد و خواتین اور بچے شامل ہوئے۔ (بشیر احمد محمود معلم جماعت احمدیہ چلاں۔ نوشہرہ)

بنگلور کی ڈائری:

تبلیغی جلسہ بعنوان مخالفین احمدیت کا عبرت ناک انجام

مورخہ ۶ فروری ۲۰۱۱ء بعد نماز عصر احمدیہ مسجد ولسن گارڈن میں ایک تبلیغی جلسہ بعنوان ''مخالفین احمدیت کا عبرت ناک انجام'' منعقد ہوا یہ جلسہ محترم امیر جماعت احمدیہ بنگلور کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ متحرم مصدق احمد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن نے قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم برکات احمد صاحب سلیم نے بعنوان ''محمد حسین بٹالوی کا عبرت ناک انجام'' کی۔ جلسہ کی دوسری تقریر مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب سیکرٹری تعلیم نے بعنوان ''ثنا اللہ امرتسری کا انجام'' کی۔ جلسہ کی تیسری تقریر مکرم مولوی طارق احمد صاحب نائب مبلغ سلسلہ بنگلور نے بعنوان عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی کی۔ اس کے بعد ایک نظم مکرم محمد عبید اللہ صاحب قریشی نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ جلسہ کی چوتھی تقریر مکرم بشارت احمد اُستاد قائد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور نے بعنوان ''ڈاکٹر ڈوئی کا انجام'' کی۔ اس کے بعد ایک نظم عزیزم فیصل احمد سہگل نے پڑھ کر سنائی۔ جلسہ کی آخری تقریر خاکسار (محمد کلیم خان) نے آج کل ہونے والے اعتراضات کے بارے میں کی اور دُعا کرائی جس کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (محمد کلیم خان۔ مبلغ انچارج بنگلور کرناٹک)

جلسہ سیرت صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین

مورخہ ۲۳ جنوری کو احمدیہ مسجد ولسن گارڈن میں جلسہ سیرت صحابہؓ کا انعقاد بعد نماز عصر عمل میں آیا۔ جلسہ کی صدارت محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بنگلور ساؤتھ کرناٹک نے فرمائی۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم برکات احمد صاحب معلم نے سیرت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم محمد عبید اللہ قریشی صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد نے بعنوان سیرت حضرت عمر فاروقؓ کی۔ جلسہ کی تیسری تقریر مکرم مولوی طارق احمد صاحب نائب مبلغ بنگلور نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کی۔ جلسہ کی آخری تقریر خاکسار نے صحابہ کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ کے موضوع پر کی۔ آخر پر محترم امیر صاحب نے دعا کروائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے اور ہر احمدی کو صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (محمد کلیم خان، مبلغ انچارج بنگلور کرناٹک)

خالص
اورمعیاری
زیورات کا
مرکز

الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

باسٹھویں یوم جمہوریہ کے موقع پر میونسپل کمیٹی قادیان میں تقریب، جماعت احمدیہ کے وفد کی شرکت

مورخہ 26 جنوری ۲۰۱۱ء کو میونسپل کمیٹی قادیان کے میدان میں یوم جمہوریہ کی تقریب اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں نظارت امور عامہ کے زیر انتظام مکرم محمد نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ قادیان کی زیر قیادت جماعت احمدیہ کا ایک وفد شریک ہوا۔ اس وفد میں مکرم عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان، مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان، مکرم اکرم احمد صاحب کارکن نظارت امور عامہ و مکرم ماجد محمود صاحب کارکن نظارت امور عامہ شامل تھے۔ پروگرام کے مطابق جناب پرتاپ سنگھ صاحب ممبر پارلیمنٹ نے گیارہ بجے پرچم کشائی کی اور پولیس کے نوجوانوں نے سلامی دی۔ بعد ازاں حب الوطنی کے موضوع پر ترانے پیش کئے گئے۔ ازاں بعد تقریری پروگرام کا آغاز ہوا۔ جناب دلوندر جیت سنگھ کھیرا صاحب قائمقام صدر بلدیہ نے سب سے پہلے محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو اس موقع پر تقریر کرنے کی دعوت دی۔ مولانا صاحب موصوف نے تمام حاضرین و دیش واسیوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے یوم جمہوریہ کی مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ کل صدر صاحبہ جمہوریہ ہند نے اپنے خطاب میں ملک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ملک بھارت نے پچھلے 62 سالوں میں بہت ترقی کی ہے۔ اس سے زیادہ ترقی ہوسکتی تھی اگر ہمارے دیش میں بھرشٹاچار کی لعنت نہ ہوتی۔ تمام دیش واسیوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر ہم نے اپنے دیش کو ترقی کی منازل تک لے جانا ہے تو بددیانتی اور رشوت سے بچانا ہوگا۔ موصوف نے جناب پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے قادیان کی ترقی کیلئے مختلف منصوبے شروع کئے ہیں اور اس کے لئے مالی امداد دی ہے جس سے شہر کی گلیاں پکی ہورہی ہیں نیز قادیان سے آگے بیاس تک ریلوے لائن بچھانے کی بھی کوشش ہورہی ہے اس کے بعد حکیم سورن سنگھ صاحب نے تقریر کی۔ بعد ازاں باجوہ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمیں اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے جس کا ذکر جماعت احمدیہ کے نمائندہ نے کیا ہے۔ ایمانداری اور دیانتداری سے ہی ہمارا دیش ترقی کرسکتا ہے۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ قادیان کی ترقی کے لئے وہ سب کچھ کریں گے جو بس میں ہے۔

تقریب کے اختتام پر مکرم پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب محلّہ احمدیہ میں تشریف لائے اور بہشتی مقبرہ کی جانب جانے والی سڑک پر جو پل کے پاس سے مغرب کی طرف جاتی ہے اور پختہ بن چکی ہے اس کا افتتاح کیا۔ یہ سڑک محترم باجوہ صاحب کے خصوصی اختیاری فنڈ سے مرحمت شدہ رقم سے بنائی گئی ہے۔ خوشگوار ماحول میں یوم جمہوریہ کی تقریبات اپنے اختتام کو پہنچیں۔ (نظارت امور عامہ قادیان)

ودیا مندر سینئر ماڈل اسکول ہوشیار پور میں منعقدہ سیمینار میں احمدیہ وفد کی شرکت

مورخہ ۱۳ر فروری ۲۰۱۱ء چار بجے شام ودیا مندر ماڈل اسکول ہوشیار پور کے ہال میں ''سرودھرم سدبھاونا کمیٹی ہوشیار پور'' کی طرف سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں مختلف مذاہب کے سکالرز اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیات نے بنی نوع انسان سے حسنِ سلوک اور وفاداری کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس کمیٹی کے منتظمین جناب انوراگ سود صاحب اور ماسٹر رتن سنگھ صاحب نے ناظر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں قادیان حاضر ہوکر اس سیمینار میں شرکت کیلئے جماعت احمدیہ کا وفد بھجوانے کی درخواست کی چنانچہ مکرم محمد نسیم خان صاحب ناظر امور عامہ کی قیادت میں ایک وفد اس سیمینار میں شریک ہوا جس میں محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان، محمد اکرم صاحب کارکن نظارت امور عامہ اور مکرم مولوی نصیر الحق صاحب معلم سلسلہ ہوشیار پور شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر جماعت کی نمائندگی میں محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے اپنے خطاب میں سامعین کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رحمت للعلمین بنا کر بھیجا آپ کی بعثت کسی خاص طبقے یا قوم کیلئے نہیں تھی آپ نے دنیا کے ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دلائی اور بنی نوع انسان سے محبت کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ اسلام نے قومی، نسلی، طبقاتی تفریق کو بالکل ختم کردیا اور یہ اعلان کیا کہ تمام بنی نوع انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

انسانیت سے محبت کا یہی پیغام ہندوستان میں پیدا ہونے والے گوروؤں اور بزرگوں نے بھی دیا۔ عصر حاضر میں جماعت احمدیہ بھی بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور انسانوں سے پیار و محبت کا پیغام دے رہی ہے اور اس کی تبلیغ کر رہی ہے جماعت احمدیہ کا شلوگن Love For All Hatred For None۔ سامعین اس تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کی تبلیغ کا بہترین موقع ملا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے دلوں سے نفرتوں کے خیالات معدوم کرکے محبت والفت پیدا کردے۔ (نظارت امور عامہ قادیان)

رپورٹ ٹور سیر وافی الارض جامعۃ المبشرین قادیان

جامعۃ المبشرین کا ٹور سیر وافی الارض ۲۵ جنوری کو دعا کے بعد روانہ ہوا۔ اس ٹور میں محترم پرنسپل صاحب کے علاوہ پانچ اساتذہ کرام تھے۔ قادیان سے بذریعہ بس امرتسر پہنچے اور وہاں سے بذریعہ ٹرین آگرہ پہنچے جہاں فتح پور سیکری، تاج محل، جودھا بائی محل اور لال قلع وغیرہ تاریخی مقامات کی سیر کی۔ اگلے دن جے پور پہنچے جہاں شیش محل، اولڈ (پرانا) کچا پیلیس (مون گیٹ) آمیر پیلیس، مان سنگھ پیلیس، مال گڑھ، للت پیلیس، ڈونگر دروازہ، شوٹیمپل، جنتر منتر سٹی پیلیس، رام پرکاش تھیٹر، ہوا محل وغیرہ تاریخی مقامات کی سیر کی۔ نماز جمعہ باجماعت ادا کرنے کے بعد مورخہ ۲۹ر جنوری ۲۰۱۱ء کو دہلی پہنچے۔ اور دہلی کے تاریخی مقامات لوٹس ٹیمپل (بہائی مندر اور بہائی مسجد) خواجہ نظام الدین چشتی کا مزار، ہمایوں کا مقبرہ، اندرا گاندھی میوزیم، نہرو میموریل میوزیم اور لائبریری، قطب مینار کی سیر کی اسی طرح بختیار کاکی کا مزار اور دیگر اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کی۔ اگلے دن دہلی کے بعض اور مقامات تغلق آباد کا قلعہ، پرانا قلعہ، بڑا دروازہ، شاہ ولی اللہ دہلوی کا مزار، خواجہ میر درد کا مزار، راج گھاٹ گارڈن، جامعہ مسجد، لائٹ اینڈ ساؤنڈ وغیرہ مقامات کی سیر کی الحمد للہ یہ ٹور نہایت کامیاب رہا اور طلباء نے اس سے بہت سی مفید معلومات حاصل کیں۔ (رفیق احمد بیگ۔ استاد جامعۃ المبشرین قادیان)

تبلیغی، تربیتی کارگزاری شولاپور (مہاراشٹر)

الحمد للہ ماہ جنوری میں ایک تبلیغی اور دو تربیتی جلسے و سیرت النبی ﷺ کے جلسے منعقد ہوئے۔ اس کے علاوہ تعلیمی پروگرام جاری ہیں۔ نئے رابطے تقسیم لٹریچر، زبانی تبلیغ، مجالس سوال و جواب، خدمت خلق۔ وقارِ عمل جیسے اہم کام جاری ہیں۔

مورخہ 25 جنوری کو جماعت احمدیہ مالدنڈی میں خاکسار کی زیر صدارت تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم انصار علی خادم سلسلہ مکرم خضر حیات صاحب معلم۔ مکرم محمد نذیر خان صاحب معلم نے باری باری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں خدام واطفال ولجنہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مورخہ 29 جنوری کو جماعت احمدیہ وڈگاؤں میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت صدر جماعت وڈگاؤں تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم محمد نذیر خان صاحب معلم نے کی۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ میں تقریباً تیس خدام، انصار و لجنہ نے شرکت کی۔

اسی طرح جماعت احمدیہ سانگوی کاٹھ میں مورخہ ۲۷ جنوری ۲۰۱۱ء کو تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ: مورخہ ۲۸ جنوری کو جماعت احمدیہ شولاپور میں جلسہ سیرۃ النبیؐ خاکسار کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم انصار علی صاحب معلم سلسلہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطاب کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (فضل الرحیم خان، سرکل انچارج شولاپور)

مقامی میلا کیرنگ میں جماعت احمدیہ کا بک سٹال

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال مقامی میلہ میں جماعت احمدیہ کیرنگ کی طرف سے احمدیہ بک اسٹال لگایا گیا۔ مورخہ ۱۴ جنوری سے لیکر ۲۱ جنوری تک اس میلہ میں مختلف جگہ سے آنے والے زائرین احمدیہ بک اسٹال میں آتے رہے اور ان کو پیغام حق پہنچانے کے علاوہ خوب تبلیغ کی گئی اور جماعتی لٹریچر بھی دیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی بک سٹال کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

(شیخ قدوس، سیکرٹری تبلیغ کیرنگ۔ اڑیسہ)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
الفضل جیولرز
پتہ: صرافہ بازار سیالکوٹ۔ پاکستان
طالب دُعا: عبدالستار 0092-321-8613255 ☆ عمیر ستار 0092-321-6179077

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Naseem Khan (M) 98767-29998, 98144-99289
AHMAD COMPUTERS
Deals in: All kinds of new & old Computers, Hardwares, Accessories, software Solutions, Printers, Cartridges, Refilling, Photostate, Machines etc.
Thikriwal Road Qadian, 143516

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور از صفحہ 16

تعاونوا علی البرو التقویٰ پر چلیں۔

ان حالات میں آج احمدی ہی اس دنیا کے امن کی ضمانت ہیں آج دنیا دنیاوی داو پیچ کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔لیکن احمدی خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین کرتا ہے۔خدا کا خوف دلوں میں طاری کرتا ہے حضور انور نے فرمایا کہ کچھ دنوں قبل ایک بنگالی پروفیسر میرے پاس ملاقات کیلئے آئے اور کہا کہ اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ احمدی زیادہ تعداد میں ہونے پر ظلم نہیں کریں گے۔اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جب دلوں کو فتح کر کے تعداد کی زیادتی ہو تو پھر ظلم کی گنجائش نہیں رہتی۔خطبے کے آخر میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا کام ہے کہ ہر حالت میں مسلمانوں کی فکر کریں، ان کے لئے دُعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ پر رحم فرمائے۔آمین۔ ☆

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ

محترم مولوی خورشید احمد پربھاکر، صاحب درویش قادیان

خلافت مسلکِ مروارِید — قومی و حدت کی زنجیر
الٰہی نوشتوں میں تحریر — مسلم قوم کی توقیر
خلافت دلوں کی تطہیر — داروگیر میں دست گیر
خلافت گھور کلیگ میں — اُجول آشا کی تنویر
خلافت داتا کا وردان — کرے یہ قوموں کا کلیان
خلافت بھارت کا سنمان — تقویٰ، عدل کی میزان
جاتی واد کا ودھان — سراسر شُودر کا اپمان
باہمن شودر ایک سمان — یہی ہے فطرت کا فرمان
بھارت نرالی تیری شان — تجھ پہ اللہ کا اِحسان
چودش صدیوں کے اُپرانت — خلافت یاں چڑھی پروان
دھیئو گائے کے سمان — رہے یہ سدا اَمر جوان
ہدایت پائے کل جہان — زندہ باد دارالامان
خلافت خود بھی ہے اک نور — سنگھاسن مہدی پہ آرُوڑھ
خدا کے ہاں بہت مقبول — انی معک یا مسُرور
غرب سے شمس کا ظہور — ہے تری ذات اے مسرور
وہی چہرے ہوئے روشن — کبھی جو پہلے تھے رنجور
ماں پر دھی پتا پر پُوت — جگ میں مثل ہے مشہور
ورالنہر کے موعود منصور — ہے تیری ذات بن منصور
ابدال شام بن منصور — بھیجیں سلام اور درود
سعادت زورِ بازو نیست — مقدر تھا تیرا مسرور

بسم اللہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Emal: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

ارشاد نبویؐ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222

2248-16522243-0794

رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مستقل نشریات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیزکے پروگرام

نام پروگرام	دن		وقت
خطبہ جمعہ Live	جمعہ	شام	6-30
Repeat	جمعہ	رات	9-45
Repeat	ہفتہ	صبح	8-45
Repeat	ہفتہ	شام	3.20
Repeat	اتوار	صبح	8-45
Repeat	اتوار	شام	7-35
Repeat	جمعرات	صبح	9-15
Repeat	جمعرات	شام	6-00
گلشن وقفِ نو	جمعہ	دوپہر	1-00
	ہفتہ	رات	8-25
	اتوار	دوپہر	12-00
	سوموار	دوپہر	01-00
	منگل	دوپہر	01-00

ایم ٹی اے کی Live نشریات

راہِ ھُدی Repeate'	ہفتہ	صبح	9-55
Live	ہفتہ	رات	9-50
Repeate	منگل	رات	10-00
Faith Matters	اتوار	صبح	10-25
	اتوار	دوپہر	01-25
	اتوار	رات	10-00
	بدھ	رات	10-15
	جمعرات	دوپہر	01-35
انتخابِ سخن Live	ہفتہ	شام	6-15

آؤ قرآن مجید سیکھیں

یسرنا القرآن کلاس	اتوار	صبح	07-10
	اتوار	شام	05-40
	سوموار	صبح	06-15
لقاء مع العرب	جمعہ	صبح	7-00
ترجمۃ القرآن	جمعہ	صبح	9-45

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پروگرام

سوال و جواب (اردو)	جمعہ	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	ہفتہ	صبح	7.05
سوال و جواب (اردو)	ہفتہ	دوپہر	2-00
لقاء مع العرب	اتوار	صبح	7-40
سوال وجواب (انگریزی)	سوموار	صبح	10-25
لقاء مع العرب	منگل	صبح	6-55
سوال و جواب (فرنچ)	منگل	صبح	9-00
سوال و جواب	منگل	دوپہر	2-30
لقاء مع العرب	بُدھ	صبح	6-50
سوال و جواب	بدھ	صبح	9-15
سوال و جواب	بدھ	دوپہر	2-15
خطبہ جمعہ	بدھ	شام	6-15
لقاء مع العرب	جمعرات	صبح	6-10
خطبہ جمعہ	جمعرات	صبح	9-55
سوال و جواب (انگلش)	جمعرات	دوپہر	2-40
ترجمۃ القرآن	جمعرات	رات	7-35

خبروں کے اوقات

خبرنامہ اردو	روزانہ	صبح	5-35
	روزانہ	صبح	8-35
	روزانہ	رات	9-30
عالمگیر جماعتی خبریں	روزانہ	صبح	6-15
	روزانہ	دوپہر	12-00
	روزانہ	شام	5-30
انگریزی خبریں	روزانہ	رات	11-30
سائنس اور میڈیکل کی خبریں	جمعہ	صبح	06-30
" "	منگل	صبح	06-30
" "	منگل	رات	06-20

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

(M.T.A International)

کی ڈش لگانے کیلئے مندرجہ ذیل سیٹلائٹ سیٹنگ سے استفادہ کریں

Satellite	:	Asia Sat 3S
Position	:	105.5 East degree
Frequency	:	3.760 Mhz
Min Dish Size	:	1.8 M Size
Polarisation	:	Horizontal
Symbol Rate	:	26.00 Mbps
Fec	:	7/8

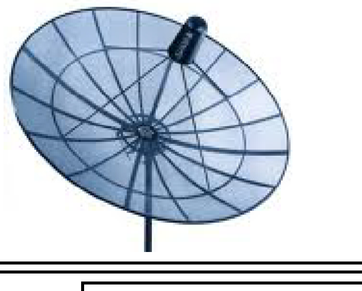

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 10 March 2011 Issue No. 10

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

اس وقت اسلام کی شناخت قائم کرنے کیلئے ملکوں میں امن قائم کرنے کیلئے تقویٰ کی ضرورت ہے

ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے بڑھ کر فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں سب سے آگے بڑھیں

اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا تو بعید نہیں کہ یہ تباہی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ پس دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلامی حکمرانوں کو نیکی اور امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے

خلاصہ خطبہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 25 فروری 2011 بمقام لندن یو کے

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج میں ایک دُعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جس کا تعلق تمام عالم اسلام سے ہے اس وقت مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے اور ایک احمدی کو آنحضرت ﷺ سے جو محبت ہے اس کا تقاضا ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ مسلمان کہتا ہے۔ جو بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی قسم کے نقصان کا نشانہ بنایا جارہا ہے یا کسی مسلمان ملک میں کسی طرح کی بے چینی اور لاقانونی ہے اس کے لئے ایک احمدی کو دعا کرنی چاہئے۔

ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے بڑھ کر فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں سب سے آگے بڑھیں۔ جب ہم بیعت کی شرط میں عام لوگوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے تو سب سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔ خاص طور پر بعض ممالک جو سیاسی اور ملکی تناظر کی صورت حال میں بے چین ہیں اُن کیلئے ہمیں خصوصی دُعا کرنی چاہئے۔ دُعا کے علاوہ اگر کسی احمدی کے اربابِ حکومت سے تعلقات ہیں تو انہیں اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے کہ قومی مفادات کو ترجیح دینی چاہئے۔ لیکن عموماً مسلمان سیاسی لیڈر الا ماشاء اللہ جب اقتدار میں آتے ہیں تو حقوق العباد اور اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ تو تقویٰ کی کمی ہے جس کتاب پر ایمان کا دعویٰ ہے اس کے بنیادی حکم کو بھول جاتے ہیں کہ تمہارے اور دوسروں کے مابہ الامتیاز تقویٰ ہے اور جب یہ امتیاز باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے کہ دنیا پرستی اور دنیا کی ہوس اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گو اسلام کا نام استعمال ہو رہا ہے لیکن اسلام کے نام پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جارہی ہے۔ دولت کو اقتدار کی ہوس کو، خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دی جارہی ہوتی ہے یا غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کیا جارہا ہوتا ہے۔ غیر طاقتوں کے مفادات کی حفاظت مسلمانوں کے مفادات سے زیادہ اہم سمجھی جارہی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دولت کی لالچ میں سربراہان حکومت نے اپنے ذاتی خزانے بھرے ہیں اور حقوق العباد سے غافل ہیں۔ صرف عرب ملکوں کی بات نہیں بلکہ پاکستان میں بھی عام آدمیوں کو ایک وقت کی روٹی کھانا مشکل ہو رہا ہے۔ لیکن سربراہان اپنے گھروں کی سجاوٹ کیلئے لاکھوں پاؤنڈ کی خریداری کرتے ہیں۔

پس پاکستان ہو یا برصغیر یا افریقہ کے ملک ہوں مسلمان سربراہان جن کو ایک حقیقی کتاب ملی ہے۔ باوجود اس قدر رہنمائی کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔

پس ایسے لوگوں سے کیا توقع ہوسکتی ہے کہ یہ تقویٰ پر ملک چلانے والے ہوں گے۔ یہ لوگ طاقت کے غرور پر حکومت تو قائم کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کیلئے سکون کی حکومت نہیں لاسکتے۔ ایسے حالات پر ایک ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔ جو بظاہر اچانک ظاہر ہونے کیلئے نکلتا ہے لیکن دراصل اندر ہی اندر تیار ہو رہا ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیوں کو بہت زیادہ اسلامی دنیا کیلئے دُعا کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ ہر ملک اس کی لپیٹ میں آجائے اور پھر ظلموں کی طویل داستان شروع ہو جائے۔ خدا تعالیٰ حکومتوں کو تقویٰ کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر مسلمان لیڈر شپ میں تقویٰ ہوتا تو وہ عوام کے حقوق کا خیال رکھتے۔ پھر اسلامی ممالک کی تنظیم بھی نام کی تنظیم نہ ہوتی بلکہ مسلمان ملکوں میں انصاف کے تقاضے پورے کرتی اور عدل قائم کرتی۔ اگر حقیقی تقویٰ ہوتا تو عالم اسلام اپنی حیثیت دنیا سے منواتا۔ براعظم ایشیاء کا ایک بڑا حصہ اور دوسرے براعظموں میں بھی اسلامی حکومتیں ہیں لیکن دنیا میں عموماً ان ممالک کو غیر ترقی یافتہ یا غریب ممالک کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مسلمان ملک زرخیز زمین اور دولت سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں مگر یہ سب ذاتی مفادات کی وجہ سے نہیں ہو پارہا۔ آخر کیوں زرخیر مسلمان سائنس دان اپنی قدر غیر ملکوں میں منواتے ہیں کیونکہ ان کو سہولت نہیں ملتی اور افسران کے ذاتی مفادات انہیں آگے بڑھنے نہیں دیتے بہرحال بنیادی بات یہ ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے اور اس کے باوجود کہ تقویٰ نہیں ہے۔ ہر بات کی تان اسلام کے نام پر ٹوٹتی ہے اب آج کل کی صورت حال کس قدر فکر مندی کی ہے۔

کہاں یہ حکم کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں ایک کی تکلیف پر دوسرے کو تکلیف ہوتی لیکن بعض ملک مثلاً مصر سے یہ خبر آرہی ہے کہ حکومت نے قانونی اختیار کے تحت قانونی کاروائی کی ہے اور اس سے بڑھ کر عوام کو عوام سے لڑایا گیا ہے یعنی جو حکومت کے وفادار تھے ان کو ہتھیار دیئے گئے کہ وہ لڑائی کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی ممالک کی تنظیم کو جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا انہوں نے نہیں کیا۔ یہ سب کچھ چند ہفتوں سے مصر ٹیونس وغیرہ میں ہو رہا ہے۔ اور عالم اسلام کی بدنامی کی وجہ بن رہا ہے۔

پس اس وقت اسلام کی شناخت قائم کرنے کیلئے ملکوں میں امن قائم کرنے کیلئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ جس کی طرف کوئی بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ توجہ کی ایک صورت ہے کہ توبہ، استغفار کرتے ہوئے ہر فریق خدا کے حضور جھکے اور یہ دیکھے کہ جب ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہو جائے تو کسی چیز کی تلاش کرنی چاہئے۔ قرآن مجید میں اس کا حل ہے اور اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ اس زمانہ میں آپ کے مسیح اور مہدی کو قبول کر کے آپ ؐ کا سلام پہنچایا جائے۔ جب تک اس طرف توجہ نہیں ہوگی دنیاوی لالچ بڑھتی جائے گی اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں مجھے کسی دوست نے ویب سائٹ سے ایک پرنٹ نکال کر دیا جس میں مسلمان تنظیم کی طرف حالات حاضرہ پر توجہ دلاتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا کہ نظام خلافت کو قائم کیا جائے تا اسلام کی حقیقی شکل ظاہر ہو۔ اور اس کیلئے مظاہرے کے طریق کو اختیار کیا جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مسلمانوں کو ایک کرنے کیلئے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے یقیناً نظام خلافت ہی ہے۔ حکمرانوں اور عوام کے حقوق کی نشاندہی یقیناً خلافت کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نظام خلافت کی وابستگی سے اُمت مسلمہ کی بقاء ہے لیکن اس کا حصول عوام اور انسانوں کی کوششوں سے نہیں ہوسکتا۔ کیا خلافت راشدہ انسانی کوششوں سے قائم ہوئی تھی۔ آنحضرت ؐ نے دوبارہ امت میں قیام خلافت کا ظہور مسیح و مہدی کے ظہور سے وابستہ فرمایا ہے پس اگر مسلمانوں نے خلافت کے قیام کی کوشش کرنی ہے تو اسی راہنما اصول کو سامنے رکھیں۔

فرمایا: خلافت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارنا تھا نہ کہ عوام کے مظاہروں کے ذریعہ خلافت قائم ہوسکتی ہے۔ پس اس کا ایک ہی حل ہے پہلے مسیح موعود کو مانیں اور پھر آپ کے بعد جاری خلافت کو مانیں یہ خلافت امت کے دو فریقوں کے درمیان گولیاں چلانے سے نہیں ملی بلکہ خدا تعالیٰ کے جوش کے ذریعہ ملی ہے۔ پس جماعت ہمیشہ کی طرح فسادات کا یہ حل بتاتی ہے کہ خیر امت بننے کیلئے ایک ہاتھ پر جمع ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو یہ سب کچھ زمانہ کے امام سے جڑنے سے ہوگا اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے امن قائم ہوگا۔ پس احمدی جس حد تک اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں تو ضرور پہنچائیں کہ امت کی بقا کا ذریعہ حقیقی خلافت ہے۔ حضور انور نے فرمایا بعض ملکوں کی عوام کا ردعمل جابر بادشاہوں کے خلاف ظاہر ہو رہا ہے۔ ہر ملک اس لحاظ سے غیر محفوظ ہے اس صورت حال سے بعض مذہبی شدت پسند گروپ فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کیلئے دنیا میں مزید دکھ کا دور شروع ہونے کا خطرہ ہے۔ ظاہر ہے کہ بڑی طاقتیں اس کے مقابلے میں جو پالیسی اختیار کریں گی وہ مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث ہوگی۔ اس کے اُوپر سے ملّاں بھی موجو ہے جو تقویٰ سے عاری ہے اور ملکی امن کیلئے خطرہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر سربراہان امانت دار ہوں اور عوام کی خیر خواہی چاہیں تو نہ ہی یہ بے چینی پھیلے اور نہ بیرونی طاقتیں حملہ کریں۔ بہرحال جو کچھ ہو رہا ہے دنیا کو تباہی کی طرف لے جارہا ہے۔ اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا تو بعید نہیں کہ یہ تباہی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ پس دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسلامی حکمرانوں کو نیکی اور امانت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور وہ

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : کرشن احمد قادیان